سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

جمعرات 16، جمعتہ المبارک 17، سوموار 20، منگل 21۔نومبر 2006
(یوم الخمیس 23، یوم الجمع 24، یوم الاثنین 27، یوم الثلاثہ 28۔شوال 1427ھ)

چودھویں اسمبلی: ستائیسواں اجلاس

جلد 27: شمارہ جات 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ستائیسواں اجلاس

جمعرات، 16-نومبر 2006

جلد 27: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2-	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر کا اعلامیہ	-----------	3
3-	ایجنڈا	-----------	5
4-	ایوان کے عہدیدار	-----------	7
5-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
6۔	چیئرمینوں کا پینل ------------	14
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	باجوڑ ایجنسی اور درگئی میں معصوم بچوں کی شہادت پر ذمہ داران کو مجرم گردانا ------------	14
	سوالات (محکمہ تعلیم)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	21
9۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	54
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
10۔	مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
11۔	مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
12۔	تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت سال 2006 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	78
	توجہ دلاؤ نوٹس	
13۔	سیالکوٹ میں ڈکیتی کی واردات میں میجر زرینہ محسن کی ہلاکت ------------	79
14۔	شالامار لاہور، گھر میں ماں کا چار بچوں سمیت قتل ------------	81
	تحاریک استحقاق	
15۔	ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	اور ٹیلی فون سننے سے گریز(۔۔۔جاری) ------------	82
16-	تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک(۔۔۔جاری) ------------	83
17-	اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ(۔۔۔جاری) ------------	83
	تحاریک التوائے کار	
18-	گئوشالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم ------------	85
19-	سرسید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ ------------	86
20-	کنگن پور قصور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت پر انتظامیہ کی سرد مہری ------------	87
21-	گوجرانوالہ کوٹ لدھا میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں ------------	89
22-	منوں آباد میں ویگن ڈرائیور کا قتل ------------	90
23-	تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن بے نقاب کرنے پر صحافیوں کو دھمکیاں ------------	102
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو ایوان میں متعارف کروائے گئے)	
24-	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006 ------------	104
25-	مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006 ------------	105

جمعۃ المبارک،17۔نومبر 2006

جلد 27:شمارہ 2

26۔ ایجنڈا ------------ 107

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	109
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	
28۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	110
29۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	142
	تحاریک استحقاق	
30۔	تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ ------------	182
	تحاریک التوائے کار	
31۔	ضلع شیخوپورہ میں بیواؤں کو بینوولنٹ فنڈ کی بندش ------------	185
32۔	مجاہد روڈ سیالکوٹ میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر دکاندار کی ہلاکت ------------	187
33۔	حکومت کی طرف سے ترقیاتی منصوبوں کی کنسٹرکشن کے ریٹ بڑھانے	
	پر ٹھیکیداروں کا کام میں لیت ولعل ------------	189
34۔	بہاولپور ڈگری کالج میں داخلہ کے لئے میرٹ کو نظر انداز کیا جانا ------------	191
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
35۔	محکمہ بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 کا	
	ایوان میں پیش کیا جانا ------------	193

سوموار،20۔نومبر 2006

جلد 27: شمارہ 3

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
36-	ایجنڈا ------------	197
37-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	199

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
38-	ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے اقدامات کا مطالبہ ------------	200
	سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ و عشر اور آبکاری و محصولات)	
39-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	202
40-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	230
	رپورٹیں (توسیع)	
41-	مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	253
42-	آڈیٹر جنرل پنجاب کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 2000-1999 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	253
43-	مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	254
44-	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں برائے سال 2004، 2005 اور 2006 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	254
45-	مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	255
	پوائنٹ آف آرڈر	
46-	اسمبلی ملازم محمد امین کی وفات پر اجلاس کا التواء ------------	261

منگل، 21-نومبر2006

جلد 27: شمارہ 4

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47-	ایجنڈا	263
48-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	265
	پوائنٹ آف آرڈر	
49-	اسمبلی ملازم محمد امین (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	266
	سوالات (محکمہ جات ٹرانسپورٹ، سپورٹس اور سیاحت)	
50-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	266
51-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	300
	رپورٹیں (توسیع)	
52-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 02-2001 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	328
53-	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ برائے حسابات بابت سال 99-1998 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	329
54-	فنانس کمیٹی کی تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	329
	تحاریک استحقاق	
55-	اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ (---جاری)	348
56-	تھانہ بستی ملوک کے اے ایس آئی کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ (---جاری)	349

تحاریک التوائے کار

57- گئوشالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم (---جاری) ------------ 350

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
58-	سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ (---جاری) ------------	351
59-	میڈیکل کالجوں میں Male ڈاکٹرز کی نشستیں بڑھانا ------------	353
60-	لاہور، فیصل آباد روڈ پر -/15 روپے فی گاڑی جگا ٹیکس کی وصولی ------------	362
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو پیش کیا جا چکا ہے)	
61-	مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004 ------------	364
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
62-	مغربی پاکستان فیملی کورٹس 1964 کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کئے جانے کے لئے اقدامات ------------	365
63-	حکومت پنجاب، سٹاک ایکسچینج ہولڈر کی آمدن پر ایک فیصد اور بنکوں کے منافع پر پانچ فیصد سٹیمپ ڈیوٹی عائد کرے ------------	366
64-	حکومت پنجاب وفاق سے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے لئے سفارش کرے ------------	371
65-	کسانوں کو کھاد، بیج اور کرم کش ادویات میں 50 فیصد سبسڈی دینے کا مطالبہ ------------	372
66-	ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو قاعدہ 22 کے تحت جسٹس	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	آف پیس مقرر کئے جانے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ ------------	373
	پوائنٹ آف آرڈر	
67۔	گنگارام ہسپتال میں کرپشن اور بوگس بھرتیاں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ ------------	374
68۔	پرنسپل آف مارکیٹنگ کی کتاب سے تصویر ختم کرنے کا مطالبہ ------------	376
69۔	بہاولپور کے ہسپتال میں مریضوں کو antibiotic ادویات کی عدم دستیابی ------------	378
70۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	380
71۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2006/881. Dated. 14th November, 2006. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen.(Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 16.11.2006 (Thursday) at 3:00 P.M. in the Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the
14-11-2006

LT. GEN. (RETD) KAHLID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/882. Dated 16th November 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect during the absence abroad of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔نومبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

i۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

5۔ مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

1۔	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	قائد ایوان	:	چودھری پرویز الٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	رائے اعجاز احمد	:	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	ایم پی اے، پی پی۔192
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	:	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

8

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ *
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر بہبود خواتین و انسانی حقوق، سماجی بہبود *
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک / ایس اینڈ جی اے ڈی *
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی / داخلہ / جنگلی حیات

*

اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور

(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت

(19)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و افرادی قوت
(20)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(21)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات برائے اجلاس (16 تا 21۔نومبر 2006) تفویض کئے گئے۔

9

(22)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(23)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(24)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(25)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(26)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(27)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(28)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم / سپورٹس*
(29)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت / پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ*
(30)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر / چیف وہپ
(31)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(32)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(33)	میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(34)	جام محمد ہاشم گلیجہ	:	وزیر ماہی پروری
(35)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال
(36)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات

(37)	محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(38)	محترمہ قدسیہ لودھی	:	وزیر خصوصی تعلیم
(39)	محترمہ جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (16تا21۔نومبر2006)تفویض کئے گئے۔

10

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
(4)	سید محمد تقلید رضا*		
(5)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(6)	ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ *		
(7)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(8)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(9)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	:	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(10)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا*	:	
(11)	بریگیڈیر(ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(12)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(13)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(14)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(15)	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(16)	جناب محمد عارف گوندل چھموآنہ	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
(17)	لیفٹیننٹ کرنل(ر) محمد عباس	:	مواصلات و تعمیرات
(18)	بیگم ریحانہ جمیل*		
(19)	جناب محمد شعیب صدیقی	:	انفارمیشن
(20)	جناب اعجاز احمد سیہول	:	آبکاری و محصولات
(21)	جناب جاوید منظور گل	:	کانکنی و معدنیات
(22)	آغا علی حیدر	:	ثقافت و امور نوجوانان
(23)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	:	اشتمال

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

(24)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	:	پارلیمانی امور
(25)	دیوان اخلاق احمد	:	آبپاشی
(26)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	:	محنت و افرادی قوت
(27)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	:	خصوصی تعلیم
(28)	ملک محمد اجمل جوئیہ	:	پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(29)	جناب ولایت شاہ کھگہ	:	زراعت

(30)	جناب آفتاب احمد خان	:	ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(31)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	:	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(32)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	:	جنگلات
(33)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(34)	جناب طارق احمد گورمانی	:	جنگلی حیات
(35)	ملک جواد کامران کھر*		
(36)	میاں امتیاز علیم قریشی	:	زکوٰۃ و عشر
(37)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	سی۔ایم۔آئی۔ٹی،آئی اینڈ سی
(38)	جناب اللہ وسایا خان عرف چنوں خان لغاری	:	سیاحت و قیام
(39)	سید محمد قائم علی شاہ	:	مذہبی امور و اوقاف
(40)	ملک اللہ بخش سمتیہ	:	ٹرانسپورٹ
(41)	مہر فضل حسین سُمرا	:	جیل خانہ جات
(42)	جناب احمد نواز	:	ریلیف
(43)	ڈاکٹر محمد افضل*		
(44)	سید نذر محمود شاہ*	:	
(45)	جناب محمود احمد	:	خوراک
(46)	سردار محمد درعیہ خان فیاض	:	امداد باہمی
(47)	بیگم زینت خان	:	ترقی خواتین
(48)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	:	صحت

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

12

(49)	محترمہ لبنیٰ طارق	:	سیاحت
(50)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	:	داخلہ

(51)	محترمہ شہلا راٹھور	:	سماجی بہبود
(52)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات
(53)	محترمہ روبینہ نذر سلہری(ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(54)	محترمہ ظل ہما عثمان	:	منصوبہ بندی و ترقیات
(55)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(56)	محترمہ نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(57)	محترمہ شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(58)	مسز نیئر مرتضٰی لون	:	قوت برقی
(59)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری اسمبلی	:	جناب سعید احمد
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ
(3)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(4)	ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	مقصود احمد ملک

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعرات، 16۔نومبر 2006

(یوم الخمیس، 23۔شوال 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (286)

وما علینا الا البلاغ o

جناب قائم مقام سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	رائے اعجاز احمد	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	ایم پی اے، پی پی۔192
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

باجوڑ ایجنسی اور درگئی میں معصوم بچوں کی شہادت پر ذمہ داران کو مجرم گردانا

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں باجوڑ ایجنسی میں جو حملہ ہوا تھا وہ حملہ پاکستانی فورسز نے نہیں کیا بلکہ وہ امریکن فورسز نے وہاں پر حملہ کیا تھا اور اس کے نتیجے میں 90 کے قریب معصوم بچے جن کی عمر 12 سال سے لے کر 30 سال تک تھی وہ شہید ہوئے۔ وہاں کے مقامی ایم این اے نے وہاں پر جو خول پکڑے اور پریس کو امریکن ہیلی کاپٹر کا اسلحہ دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ حملہ امریکہ نے کیا ہے یہ حملہ پاکستانی فورسز نے نہیں کیا۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ باجوڑ ایجنسی کے ان معصوم شہیدوں کے لئے ہاؤس میں دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مسئلہ already قومی اسمبلی میں take up ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ معزز بھائی نے بڑے جذبات میں یہ کہا ہے کہ وہ حملہ امریکن فورسز نے کیا ہے یہ بات باقاعدہ قومی اسمبلی کے فورم پر بار بار discuss ہو چکی ہے اور اسمبلی کے علاوہ different فورمز پر discuss ہو چکی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہ حملہ کسی بیرونی فورسز نے نہیں کیا۔ دوسرا یہاں کہا گیا اور یہ بات نیشنل اسمبلی اور نیشنل پریس کے ریکارڈ پر بھی ہے اور ہر جگہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جو لوگ وہاں پر اس کارروائی کے دوران ہلاک ہوئے ان میں کسی کی بھی عمر 15 یا 18 سال سے کم نہیں تھی اس لئے یہ کہہ دینا کہ وہ شہید ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پھر اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ وہ لوگ وہاں پر کس مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے تھے؟ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور پھر اپنی بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ یہ بات متعدد بار حکومت پاکستان کی طرف سے واضح کی جا چکی ہے کہ وہ لوگ جو اس وقت وہاں پر اکٹھے تھے وہ ٹریننگ کے مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے تھے ان کو ٹریننگ دی جا رہی تھی اس لئے یہ تاثر دینا کہ بے گناہ شہری کی ہلاکت ہوئی ہے یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح سے بگو صاحب نے کہا کہ یہ حملہ امریکن فورسز نے کیا اور پاکستان کی فورسز نے نہیں کیا لیکن محترم لاء منسٹر صاحب own کر رہے ہیں گورنمنٹ کے behalf پر اور یہ بتا رہے ہیں کہ اس سے پہلے کئی فورمز پر بھی یہ بات ہو چکی ہے۔ ہم تو یہ بات اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اعتراف جرم نہ کریں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستانی فورسز نے کیا ہے تو کیا کسی بھی حکومت، اسٹیٹ اور ریاست کو آئینی اور قانونی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ خواہ وہ ٹریننگ میں

ملوث تھے یا ان سے کوئی بھی جرم سرزد ہو رہا تھا کہ ان کو due process of law کے تحت لاکر انہیں جو سزا کسی کورٹ سے ہوتی، اس کے تحت execution ہوتی یا قید کی سزا ہوتی، اس کے بغیر کسی سسٹم کو کوئی حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے ملک کے شہریوں پر اس طرح سے bombardment کرے۔ یہ ایک کھلا state terrorism تھا۔ اس کے بعد پھر جو درگئی میں ہوا وہ counter terrorism تھا۔ ہم اس terrorism کے دونوں واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور ان دونوں واقعات کے جو ذمہ داران ہیں ہم ان کو مجرم گردانتے ہیں۔ جب تک باجوڑ کے واقعہ سے متعلق یہ ان ملزمان کو پکڑتے نہیں، ان کو due process of law میں نہیں لاتے، ان کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں کرتے اس وقت تک انہیں کوئی حق ہی حاصل نہیں تھا، ان کی عمریں خواہ پندرہ، دس یا چالیس سال ہوں، سٹیٹ کو کسی طور پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے شہریوں کے اوپر اس طرح سے without due process of law کے bombardment کرنی شروع کر دے۔ یہ دہشت گردی تھی، یہ state terrorism تھا اور اس state terrorism سے قطعی طور پر امن جنم نہیں لے سکتا۔ اگر یہ بات ہماری سمجھ میں آتی ہے، اس بات کو محترم لاء منسٹر، حکومت اور جنرل مشرف بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کشمیر میں state terrorism ہو گا تو وہاں پر دہشت گردی ہو گی، counter terrorism ہو گا۔ اگر فلسطین میں state terrorism ہو گا تو وہاں پر counter terrorism ہو گا تو پھر ان کو یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی کہ اپنے ملک میں جب یہ state terrorism کریں گے تو اس کا بھی پھر counter terrorism ہو گا جو کہ درگئی میں واقعہ ہوا ہے۔ وہاں پر بھی جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں وہ بھی شہید ہیں، ہم انہیں بھی شہید کہتے ہیں، ہم ان کے ساتھ بھی اظہار ہمدردی کرتے ہیں کہ جن کا نقصان ہوا ہے۔ ہم ان دونوں واقعات کو دہشت گردی کے واقعات قرار دیتے ہیں۔ ان دونوں واقعات کی مذمت کرتے ہیں اور ان دونوں واقعات کے جو ذمہ داران ہیں ان کو مجرم گردانتے ہیں اس لئے نہ صرف باجوڑ میں ہلاک ہونے والے بلکہ درگئی میں ہلاک ہونے والے جو پاک فوج کے جوان تھے ان دونوں واقعات میں جو لوگ ہلاک یا شہید ہوئے ہیں ان کے لئے مشترکہ طور پر ہم اس بات کی محترم لاء منسٹر سے بھی request کرتے ہیں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے جس طرح بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی

میٹنگ میں بھی یہ کہا تھا کہ ہم بلاوجہ ایک issue کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی issue پر جب نیشنل اسمبلی میں debate ہوئی تو وہاں باقاعدہ طور پر سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی کہ اسمبلی کا ایک decorum ہوتا ہے،اب ایک controversial معاملہ ہے، جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ارشد بگواور راناثناء اللہ صاحب نے کچھ کہا، میں نے اپنا موقف بتایا تو ایک controversial معاملے میں ہم اسمبلی کو کیوں ملوث کرنا چاہتے ہیں؟ جس بھائی نے بھی دعا کرنی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ کل یہ اپنا وفد لے جائیں اور وہاں جا کر دعا کر آئیں، ان کو کون روکنے والا ہے؟ وہاں تو یہ گئے ہی نہیں لیکن اس کو خواہ مخواہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے متعلقہ معاملہ نہیں ہے، ہمارے صوبہ سے متعلقہ نہیں ہے،اس کو لا کر بلاوجہ ایک issue کھڑا کرنا اور ابھی اس کے آگے ہو گا کیا؟ جب میری بات ختم ہو گی، آپ رولنگ دے کر آگے چلیں گے تو یہ واک آؤٹ کر کے باہر چلے جائیں گے اور ان کا ٹوٹل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس معزز ایوان کی کارروائی کو روکنا اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں ہے۔اس issue پر قومی اسمبلی میں debate ہو چکی اور بات ختم ہو چکی ہے۔آج صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور بیس دنوں کے بعد اس معاملے کو یہاں پر کھڑا کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ میری رائے کے مطابق جتنے مسلمان مرے ہیں سب کے لئے دعا کریں، آپ کو کون روکتا ہے؟ کیوں اس کو آپ محدود کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔آپ کیوں اس کو روکتے ہیں؟ کیوں اس بات کو درگئی اور باجوڑ تک محدود کرتے ہیں؟ آپ باہر جہاں مرضی جا کر اکٹھے ہو کر دعا کریں، جہاں دعا کرنے کا موقع ہوتا ہے وہاں آپ دعا کے لئے جاتے نہیں ہیں اور یہاں آکر کہ جی، سانحہ باجوڑ بھی ہے، سانحہ درگئی بھی ہے، فلاں بھی ہو گیا اور فلاں بھی ہو گیا اس لئے آپ کو کسی نے دعا سے نہیں روکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل وفد لے کر جائیں، وہاں جا کر دعا کر کے آجائیں، آپ کو کون روکنے والا ہے؟ کیا آپ نے اپنی جماعت کا اجلاس کر کے یہاں لاہور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: جی، کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کسی نے نہیں کی۔(شور و غل)

میں وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں، ایک اخبار بھی مجھے یہ اٹھا کر دکھائیں۔ بلاوجہ اس issue کو کھڑا کیا جا رہا ہے۔(شور و غل)

حاجی محمد اعجاز: آپ کیسے کہتے ہیں کہ دعا نہیں کی؟ ہم نے دعا کی ہے۔یہاں دعا کرنے میں کیا حرج ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات on record ہے کہ باجوڑ میں جو پاکستانی شہید ہوئے وہ ان کے نزدیک وہاں پر کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث تھے۔ بات یہ ہے کہ درگئی کا جو سانحہ ہوا ہے وہاں پر 45 کے قریب پاک فوج کے جوان جو شہید ہوئے ہیں، ان کے خاندانوں نے، ان کے والدین نے ان کو پاک فوج میں اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا، اگر وہ state terrorism کے کسی counter terrorism کا شکار ہو گئے ہیں تو وہ ان لوگوں کا قصور نہیں ہے، یہ ان حکمرانوں کا قصور ہے کہ جنھوں نے غلط پالیسی اپنائی اور اس پر counter terrorism ہوا۔ یہ ان والدین کا یا ان فوجی جوانوں کا قصور نہیں ہے اور آج کیا یہ ایوان جو ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس سے کیا حصہ ہے؟ وہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے۔ وہ اس ہاؤس سے متعلقہ نہیں ہے، وہ پاکستان سے متعلقہ تو ہے۔ یہ ہاؤس پاکستان کا حصہ تو ہے، پنجاب پاکستان کا حصہ تو ہے، پھر کس طرح سے یہ کہتے ہیں کہ 45 کے قریب فوجی جوان جو اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوج میں شامل ہوئے تھے، جن کا خون اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت پر گرنا چاہئے تھا وہ شہید ہوئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے لئے دعا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ان کے لئے ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ جو شہید ہوئے ہیں، بیشک ان کا کوئی جرم تھا لیکن بات یہ ہے کہ ان کے خلاف کوئی جرم ثابت تو نہیں ہوا۔ کیا پوری دنیا میں یہ مسلمہ لاء نہیں ہے کہ جب تک آپ کسی مجرم کے خلاف کسی عدالت میں یہ ثابت نہ کر دیں کہ اس کا یہ جرم تھا اس وقت تک وہ innocent سمجھا جائے گا؟ خواہ اس کے اوپر آپ فرد جرم عائد کیوں نہ کر دیں لیکن جب تک ایک عدالت سے فرد جرم لگنے کے بعد فیصلہ نہ آ جائے اس وقت تک وہ innocent ہو گا۔ اگر ان کا یہ فرد جرم ہے بھی، ان دونوں واقعات میں ایک بات قدرے مشترک ہے، باجوڑ کے جو شہداء ہیں ان کے خلاف صرف ایک آدمی پورے پاکستان میں فرد جرم عائد کر رہا ہے اور اس کا نام جنرل مشرف ہے۔

MR ACTING SPEAKER:- Anyhow...

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی دو متضاد باتیں کی ہیں۔ پہلے تو ابھی انھوں نے فرمایا کہ سٹیٹ کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی جگہ--- جہاں پر subversive activities ہوتی ہیں وہاں پر سٹیٹ ہی operate کرتی ہے۔ ابھی انھوں نے مانا بھی ہے۔ ابھی انھوں نے خود کہا ہے کہ وہاں پر دہشت گردی کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ (قہقہے)

اس کے لئے ان کو پکڑا جانا چاہئے تھا۔ جہاں پر دہشت گردی کی ٹریننگ ہو رہی ہو، subversive activitiesہو رہی ہوں، لوگ اکٹھے نہ ہو رہے ہوں۔ ابھی انھوں نے خود مانا ہے۔ ابھی اپنے بیان میں کہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں مانا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیجئے گا۔ اس میں یہ چیز ہے کہ subversive صرف سٹیٹ نے actکرنا ہوتا ہے اور اگر سٹیٹ actنہ کرے تو پھر کیا باہر کی سٹیٹ actکرے؟ یہاں کے لوگوں کو تحفظ دینا، دہشت گردی اور انتہا پسندی سے بچانا، یہ ساری کی ساری سٹیٹ کی ذمہ داری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں جو رٹ prevailکرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی میں After a very exhaustive debate as a superior part of the Parliamentوہاں پر اس واقعہ کی فاتحہ خوانی نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ جس مدرسے پر bombardmentہوئی اس کے ثبوت دے دیئے گئے کہ وہاں پر terrorist activityکی تیاری کی جارہی تھی۔ تیسرا باہر سے کسی نے آکر نہیں کی، افواج پاکستان، اگر کسی صاحب کو اس چیز کا علم نہیں ہے تو لائبریری میں سے لا کر دیکھ لے کہ ملٹری کے کورٹ کے اندر اس چیز کی واضح provisionہے کہ جہاں پر Anti state activityمیں terrorist activity involvedہو گی اور وہ پاکستان کی سالمیت کے لئے خطرے کا سبب بن سکتی ہے تو وہاں پر، آپ کس عدالت کی بات کر رہے ہیں؟ فاٹا میں کون سی عدالت ہے کہ جہاں پر آپ اس کو trialکرائیں گے؟ فاٹا میں you can carry a weapon without a licence. You can carry a matter gun.وہ وہاں پر بندوقیں اٹھا کر پھرتے ہیں۔ وہاں پر جو حالات ہیں ان کو جا کر دیکھیں، یہاں پر بات کرنے سے کوئی ایسا فائدہ نہیں ہے and I believe کہ legally we are bound hereکہ جو نیشنل اسمبلی کے اندر consensus developہوا ہے as a superior House, as a superior Forumہمیں اس چیز کو due respectدینی چاہئے۔ پھر

یہ ہو گا کہ نیشنل اسمبلی توdenyکر رہی ہے اور صوبائی اسمبلی پنجاب اس چیز کو نیشنل اسمبلی کےconsensusکے ساتھ کئے گئے ایک فیصلے کوdenyکر رہے ہیں تو Where are we heading to?جہاں تک رانا ثناء اللہ صاحب کی بات ہے کہ سول وار ہو گی، وہ شہداء ہوں گے جن کو جا کر مار دیا گیا ہے، ایک دہشت گرد بم باندھ کر جاتا ہے، جہاز آتے ہیں اورbombardmentکرتے ہیں،condemnمیں بھی کرتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔This is not right.لیکن جہاں پر اس ملک کی سالمیت کو خطرہ ہو گا، اس کی سرحدوں کو خطرہ ہو گا چاہے وہterrorists کیactivitiesمیں ہو، چاہے وہ صدر مشرف کی گاڑی پرblastکی صورت میں ہو ان کو روکنا اس حکومت کا فرض ہے، افواج پاکستان کا فرض ہے and they will do it۔لہذا یہ ایوان ایسے دہشت گردوں کے لئے فاتحہ خوانی نہیں کرے گا۔

(اپوزیشن بنچز کی طرف سے شیم، شیم کی آوازیں)

چودھری عبدالغفور خان: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی یہ پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے یہ قومی اسمبلی کا مسئلہ ہے۔ جناب! یہ ملک پاکستان لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر بنایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف پنجاب اور پاکستان کا نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی عزت کا مسئلہ ہے۔ جس کو یہ دہشت گردی سمجھتے ہیں وہ اپنے حقوق کی جنگ ہے۔ اپنے چار دن کے اقتدار کے لئے یہ مت بھول جائیں کہ فلسطین کے اندر نوجوان لڑکیاں سج دھج کرsuicide attacksکرنے کے لئے جاتی ہیں۔ کیا یہ انھیں بھی دہشت گردdeclareکر دیں گے ؟ کشمیر کے اندر جو لوگ بم باندھ کر اپنے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں کیا یہ انھیں بھی دہشت گردdeclareکر دیں گے۔

جناب سپیکر! آج صورتحال یہ ہے کہ:

کرن کرن کی جبیں سے ٹپک رہا ہے لہو
رخ سحر ہے بری طرح زخم کھائے ہوئے

جناب سپیکر! آج دنیا کے اندر یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ یہ جہاد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے کافی بات کر لی ہے۔ آپ فلسطین کی بات کرتے ہیں، فلسطین نے ابھی آزادی لینی ہے۔ پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔ پاکستان کو

قائم ودائم رہنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان قائم ودائم رہے گا۔ جی، امجد حمید دستی صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میرا یہ خوش گوار فریضہ ہے کہ میں سارے ہاؤس کو ایک ایسی خوشخبری دوں کہ دونوں طرف کی گرمی ختم ہو جائے۔ وہ خوشخبری یہ ہے کہ اس ملک کی سب سے بڑی پارٹی مسلم لیگ قائداعظم نے ایک ایسا اچھا قانون بنایا ہے جو کہ تاریخی قسم کا قانون ہے۔ انھوں نے حدود بل پاس کیا ہے۔ جس کی وجہ سے خواتین و حضرات جو کہ اس ہاؤس میں تو پہلے بھی قریب تھے اب اور قریب ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ چونکہ بزرگ ہیں، آپ نے خود بھی یہ فرمایا تھا کہ آپ نہ "HEs" میں ہیں اور نہ "SHEs" میں ہیں۔ آپ تو سب کے لئے برابر ہیں۔ آپ بزرگ ہیں، سب آپ کے مہربان ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوالات ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اس debate کے بارے میں ابھی تک فیصلہ نہیں فرمایا۔ بات یہ ہے کہ صرف باجوڑ میں ہلاک ہونے والے پاکستانیوں کا ہی اس میں ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں پاک فوج کے وہ 45 جوان بھی شامل ہیں۔ جس وردی کو یہ دن رات سلام کرتے نہیں تھکتے، ان کا بھی معاملہ ہے۔ یہ کیا تاثر جائے گا کہ ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی ہے، ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کر چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کہاں کر چکے ہیں، کہاں ہوئی ہے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمائیں۔ ہماری آپ اور حکومتی بنچز کے ممبران سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تمام ارکان اسمبلی کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ دونوں طرف سے باتیں ہوئی ہیں۔ لامحالہ جس نے جو محسوس کیا اس نے اسی طریقے سے اپنے احساسات کا اظہار کیا ہے۔ ہر آدمی کی اپنی رائے ہے۔ آپ لوگوں کی اپنی رائے ہے اور حکومتی بنچز کی اپنی رائے ہے۔ میری رائے میں آپ لوگوں نے جو اظہار کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ لہذا اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ چونکہ وقفہ سوالات ہے اور پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے تو میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

(اپوزیشن بنچز کی طرف سے no, no کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر معزز رکن سید احسان اللہ وقاص نے کھڑے ہو کر باجوڑ
اور درگئی میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔
اپوزیشن کے معزز ممبران نے ان کا ساتھ دیا اور آمین، آمین کہتے رہے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔ تیسرا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔ چوتھا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ باجوڑ اور درگئی میں شہید ہونے والے شہداء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اور حکومتی بنچز کے اس انتہائی بے حس رویہ کے خلاف ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران ہاؤس سے واک آؤٹ
کر گئے ماسوائے محترمہ ثمینہ نوید کے)

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ question discuss کرنے سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہوں گی۔ بہاولنگر سے طاہر بہادر کی طرف سے ایک درخواست آئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنے سوال کا پہلے نمبر پکاریں اور اسی کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب! میں اسی طرف آ رہی ہوں۔ یہ بھی محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوال ہے جو

کہ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی۔اس لڑکے نے ایف اے کا امتحان دیا، جب رزلٹ آیا تو اسے شک ہوا کہ اس کے پیپرز صحیح طور سے چیک نہیں کئے گئے۔ وہ بہاول پور گیا، اس نے re-checking کے لئے درخواست دی اور 900 روپے فیس جمع کروائی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ بھی واک آؤٹ کر گئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کس سوال کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔پلیز اس کا نمبر بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو اب باہر چلی گئی ہیں۔اگلا سوال 3408، حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال 3409 بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال نمبر 3537 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! جب کوئی ممبر question یا ضمنی سوال ریکارڈ پر لے آئے، اپنا سوال put کر دے تو اس کا جواب ہاؤس میں آنا چاہئے چاہے وہ ممبر اٹھ کر ہاؤس سے باہر بھی چلا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! وہ کسی application پر بات کر رہی تھیں، انھوں نے سوال نہیں کیا۔انھوں نے ابھی اپنے سوال کا نمبر نہیں پکارا تھا اور نہ ہی کوئی ضمنی سوال پوچھا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔جناب والا! جب میں نے پارٹی میٹنگ میں یہ خوشخبری سنائی تو نجف سیال صاحب، ایم پی اے نے کہا۔۔۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ان کو منع کریں کیونکہ یہ بدتمیزی کی باتیں کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دستی صاحب! آپ رہنے دیں، تشریف رکھیں۔آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔ Sir, I will request you to kindly take your seat

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے تو نجف سیال صاحب کا نام لیا ہے میں نے کسی ہیر سیال کے بارے میں تو بات نہیں کی ہے۔آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ماشاء اللہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز اراکین ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3408 حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس سے پہلے والے سوالوں کا کیا بنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے پہلے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی بات ہو چکی ہے۔ اب آپ سوال نمبر 3408 پر آئیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کیا آپ نے پہلے سوال dispose of کر دیئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جب میں نے آپ کا نام پکارا تو اس وقت آپ جا رہے تھے اور آپ نے سنا نہیں۔ پھر محترمہ ثمنیہ نوید نے اپنا سوال take up کر لیا تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ہمارے سوالوں پر بھی میزائل پھینک دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں میزائل نہیں پھینک سکتا۔ میں تو میزائل پھینکنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پارلیمانی روایات یہی ہیں کہ جب ٹوکن بائیکاٹ ہوتا ہے تو اس وقت سوالات pending ہو جاتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پہلے سوال سے ہی شروع کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ Ok come on جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میرا سوال نمبر 1996 ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

طلباء اور اساتذہ سے استقبالیہ کی خدمات لیا جانا

*1996: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیات کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ اور طالبات کے ہمراہ استقبالی خدمات انجام

دینے کے لئے حاضر ہوں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا اس کے نتیجہ میں اساتذہ کا قیمتی وقت ضائع نہیں ہوتا اور طلبہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے محروم نہیں ہو جاتے اور اس طرح دن بھر شدت کی دھوپ میں بھوکے پیاسے انہیں انتظار میں رکھا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت آئندہ استقبال کے ان مصنوعی اقدامات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیت کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ اور طالبات کے ہمراہ خدمات کے لئے حاضر ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے ایسا کوئی بھی حکم صادر نہیں کر رکھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ملکی اور غیر ملکی اہم شخصیات کی آمد کے موقع پر سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طلباء اور طالبات کے ہمراہ استقبالی خدمات انجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ میرے پاس EDO کی طرف سے جاری کردہ لیٹر کی کاپی موجود ہے جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنے سکول کے تمام اساتذہ اور بچوں کو لے کر پہنچیں۔ میرے پاس ایک اور لیٹر بھی موجود ہے جس میں سرکاری سکول کے اساتذہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے فلاں جگہ پر جلسہ کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ وہاں پر پہنچیں اور جو وہاں پر نہیں پہنچے گا اس کی ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جائے گی لیکن یہاں پر یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا کوئی آرڈر نہیں ہے۔ حالانکہ میں اس لیٹر کی کاپی معزز پارلیمانی سیکرٹری کو دے سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے ضمن میں محکمہ

کی طرف سے جو جواب درج کیا گیا ہے وہ بالکل حقائق پر مبنی ہے۔ حکومت کی طرف سے کسی لحاظ سے بھی direction نہیں کہ کسی بھی عہدے پر فائز ہونے والا کوئی شخص یا باہر سے کوئی مہمان آتا ہے تو ان کے لئے بچوں کو راستوں پر یا ائیرپورٹ پر لائیں۔ ایسے احکامات کبھی بھی جاری ہوئے اور نہ ہی کبھی ایسے حکم کی کوئی تعمیل ہوئی ہے۔ اگر کسی سرکاری افسر نے اپنے طور پر کیا ہے تو یہ حکومت کی طرف سے ہدایت نہیں ہے یہ رولز کی بھی violation ہے اور اخلاقاً بھی درست نہیں ہے۔ لہذا اگر ان کے پاس کوئی ایسی بات ہے تو وقفہ سوالات کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور اگر کسی نے violation کی ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کارروائی کرنے کی یقین دہانی پر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ لیٹر EDO لاہور کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 5 بج کر 51 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 2341 سید احسان اللہ وقاص!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، 3177 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، اگلا سوال نمبر 3178 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نمبر 3408 حاجی محمد اعجاز کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3408۔

لاہور میں گرلز ہائی سکولز، اساتذہ اور طالبات کی تعداد و تفصیل

*3408: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنوں میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالبات اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مزید گرلز ہائی سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو کیا وجوہات

ہیں؟

وزیر تعلیم

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنز میں گرلز ہائی سکولز کی تعداد 94 اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد 10 ہے یعنی ٹوٹل 104 سکولز ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا سکولز میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد 119018 اور اساتذہ کی تعداد 4119 ہے۔

(ج) موجودہ بجٹ 07-2006 میں گرلز ہائی سکولز قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 104 سکولوں میں کتنے سکولز ایسے ہیں جو شیلٹر لیس ہیں اور کتنے سکولز ایسے ہیں جن میں بنیادی سہولت نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ لاہور کے چھ ٹاؤنز میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد بتائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لاہور کی بات کر رہے ہیں یا پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان کا فرض ہے کہ ہر ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جو سوال ہوتا ہے اس کی نسبت سے اگر کوئی بھی ضمنی سوال ہو تو وہ تو ہے اگر انہوں نے یہ کہا ہے کہ سکولوں کی تعداد کتنی ہے۔ اگر ان میں موجود سہولیات کے حوالے سے پوچھتے ہیں تو یہ تو الگ سوال بنتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ طالبات کی تعداد کتنی ہے اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے یہ ہم بتانے کے لئے تیار ہیں۔ محترم بھائی fresh question لائیں تو ہم اس کا جواب دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب کے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ موجودہ بجٹ 2006-07 میں گرلز ہائی سکول قائم کرنے کی کوئی سکیم نہیں ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ پڑھا لکھا پنجاب، اتنے اتنے بڑے اشتہار اخبارات اور ٹی وی پر دیتے ہیں تو جب انہوں نے اس بجٹ میں اتنی رقم تعلیم کے لئے رکھی ہے تو کیوں یہ کوئی نیا سکول قائم نہیں کرنا چاہتے تو اس کی وجہ بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں کوئی بھی سکول چاہے وہ پرائمری، مڈل یا ہائی ہو کو اپ گریڈ کرنے کے لئے ایک criteria ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی بھی ٹاؤن، تحصیل یا ضلع میں جتنے بھی سکول ہوں یا کم از کم اس میں اتنے فیصد کو اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔ اپ گریڈ کرنے کے لئے criteria یہ ہے کہ اگر ہم کو پرائمری سے مڈل اپ گریڈ کرنے کے لئے 30 مرلے جگہ چاہئے اور طلباء 120 ہونے چاہئیں اور اس کی چوتھی اور پانچویں جماعت کی تعداد 20 ہونی چاہئے۔ اسی طرح اگر مڈل سے ہائی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے زمین 70 مرلے ہونی چاہئے اور کل طلباء 230 ہونے چاہئیں اور نویں اور دسویں جماعت کے طلباء کی تعداد 40 ہونی چاہئے۔ اس criteria میں جو بھی سکول آ تا گیا اسے انشاء اللہ تعالیٰ اپ گریڈ کرتے جائیں گے اور کوئی ایسی رکاوٹ نہیں کہ اس حلقہ میں اپ گریڈ نہیں ہو سکتے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو فنڈز تو بجٹ میں رکھے گئے ہیں اور تعلیم کے لئے وافر رقم بھی رکھی گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فنڈز ہونے کے باوجود اپ گریڈ کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے تاہم فنڈز اور جگہ کی دستیابی پر ممکن ہے۔ فنڈز بھی ہوں گے لیکن فنڈز subject to availability of the land جو ہے نہ وہ خرچ کئے جائیں گے۔ جگہ جب اس کے متعلق مل جائے گی تو فنڈز بھی انشاء اللہ خرچ کئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر پنجاب حکومت کو جگہ فراہم کر دی جائے تو کیا یہ وہاں پر سکول تعمیر کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ صرف جگہ ہی نہیں بلکہ criteria کی بات بھی کر رہے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری

برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! صرف جگہ ہی کوالیفکیشن نہیں ہے بلکہ طلباء کی تعداد ہے اور نویں، دسویں جماعت میں طلباء کی تعداد ہے۔ جب یہ criteria میں آئیں تو محترم ارشد بگو صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ مجھے بتائیں کہ جو جو بھی سکولز ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تحرک کریں گے کہ ان کو اپ گریڈ کیا جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! قرآن شریف میں اقراء پہلی آیت نازل ہوئی کہ پڑھو اپنے رب کے نام سے تو اس تعلیم کی اہمیت کتنی زیادہ ہے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم زبانی کلامی ایجوکیشن کے حوالے سے تو بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے بجٹ میں جو رقم مختص کی جاتی ہے وہ تعلیم کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں ہے کہ اس کی کتنی ہمیں ضرورت ہے اور ہماری percentage کیا ہے، کچھ بھی نہیں ہے، شرح خواندگی کیا ہے۔ اسی حوالے سے میں ٹاؤن شپ کی بات کرتی ہوں کہ وہاں پر آبادی کے لحاظ سے گورنمنٹ سکول کچھ بھی نہیں ہیں اور وہاں کے لوگوں کو اتنی مشکل ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہی ہیں یا آپ کا جب سوال آئے تو پھر بات کریں۔ ابھی فی الحال ضمنی سوال کر سکتی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں سوال یہی کر رہی ہوں کہ آبادی کے لحاظ سے ---

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ ٹاؤن شپ میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! جو سوال پہلے take up کیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ نے کیا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ ساتھ کے ساتھ ہی پوائنٹ چلتے ہیں۔ اگر آج تک آپ نے ان نقطوں کو اکٹھا کیا ہوتا تو اب تک پاکستان میں ترقی کہاں سے کہاں پہنچی ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کی بات وہ بجا ہے لیکن جو سوال پوچھا جا رہا ہے، اس کے متعلق اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو آپ کر سکتی ہیں۔ نیا سوال اگر کرنا چاہتی ہیں تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ فی الحال آپ اس کے بارے میں بات کریں اور اگر اس کے بارے میں ہے تو وہ اس کا جواب دیں گے۔ Next is 3439 حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3439۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔146 لاہور۔ سکولوں کی تعداد اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیل

*3439: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔146 لاہور میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد، نام اور اساتذہ کی تفصیل بیان فرمائیں نیز کتنے پرائمری یا مڈل سکولوں کو سال 04-2003 کے دوران اپ گریڈ کر دیا جائے گا اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے پرائیویٹ سکولز قائم ہیں ان کو چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے اور آخری مرتبہ ان کو کب چیک کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔146 میں گورنمنٹ سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	بوائز پرائمری	2
2۔	بوائز مڈل	۔
3۔	بوائز ہائی	1
4۔	گرلز پرائمری	2
5۔	گرلز مڈل	1
6۔	گرلز ہائی	7

سکولوں اور اساتذہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سال 04-2003 میں کوئی سکول بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) حلقہ پی پی۔146 لاہور میں تقریباً 50 پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولز قائم ہیں، جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈپٹی ڈی ای او اور اے ای او صاحبان رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ رجسٹریشن اور اس کی ایکسٹینشن کے وقت تین ماہرین تعلیم پر مشتمل کمیٹی ان سکولوں کا تفصیلی معائنہ کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ کرنا ہے کہ یہ particularly میرے حلقہ پی پی۔146 کا سوال ہے۔ اس میں جو گرلز ہائی سکول، مڈل سکول دیئے گئے ہیں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کے نیشنلائزڈ سکولز ہی اس میں دیئے گئے ہیں یا جو بلدیات کے ہیں وہ بھی دیئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ پی پی۔146 حلقہ کے متعلق لسٹ دی گئی ہے جس میں بوائز پرائمری دو ہیں، بوائز مڈل کوئی نہیں ہے، بوائز ہائی ایک ہے، گرلز مڈل، گرلز پرائمری اور گرلز ہائی سات ہیں تو یہ سب کے سب پنجاب حکومت کے متعلقہ ہیں اور اس میں بلدیاتی اداروں کے سکولز بھی شامل ہیں۔ چونکہ پنجاب حکومت کے اور بلدیاتی اداروں کے سکول ایک ہی ہیں اور اس میں صرف پرائیویٹ سکولز شامل نہیں ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں کے سکولز اس میں شامل نہیں ہیں اور میں یہ بات آپ کو بالکل صحیح بتا رہا ہوں اور پرائیویٹ سکولز کی تعداد بھی 100 کے قریب ہے۔ اس میں بہت سے سکول ایسے ہیں جو یہاں رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں۔ دوسرا میرا ان سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو سکول یہاں پر بتائے ہیں مثال کے طور پر گورنمنٹ ملت ہائی سکول مغل پورہ ہے تو اس میں صرف دو کمرے ہیں اور یہاں صرف دو کلاسیں لگتی ہیں تو کیا ایسے سکولوں کو ختم کرنے اور ان کو اچھی بلڈنگز بنا کر دینے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ نہ تو وہاں پر باتھ روم ہے، نہ وہاں کوئی فرنیچر ہے، ان سکولوں کا کیا فائدہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو آپ ضرورت کے تحت بنا سکتے ہیں اور ان میں پہلے ہی یہ فنڈز ہیں جو ہر ضلع کو دیا گیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ہمارے حلقے میں لڑکیوں کے ہائی سکول میں باتھ روم نہیں ہے، وہاں پر پانی والی ٹینکی نہیں ہے۔ تو وہ کس نے مہیا کرنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ point out کریں تو وہ ہو جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ سہولتیں کس نے مہیا کرنی ہیں؟ یہ گورنمنٹ نے ہی مہیا کرنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں ہر ضلع کو 15 کروڑ روپے پچھلے تین سالوں میں دیئے گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان سکولوں میں کوئی missing facility پوری نہیں کی گئی۔ آپ بے شک ایک کمیٹی مقرر کر دیں کہ وہاں کے ایک ہائی سکول کا وزٹ کر کے دیکھ سکتی ہے کہ وہاں پر ٹیبل اور بیٹھنے کے لئے بنچ نہیں ہیں تو لاہور جیسے شہر کے یہ کیسے سکولز ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: الحمد للہ موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے بڑے عرصے کے بعد جتنی بھی missing facilities تھیں، ایجوکیشن ریفارمز پروگرام کے تحت ان کو مکمل کرنے کے لئے تحرک کیا ہے، فنڈز مہیا کئے ہیں اور ہر ضلع میں کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اگر particularly ان کے حلقے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی سکولز shelter less یا ان میں کوئی بنیادی سہولتیں نہیں ہیں تو یہ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کریں اور ہمیں لسٹ مہیا کریں۔ ہم تو کوئی بھی سکول چاہے وہ ملک کے کسی بھی حصے میں موجود ہو، اس میں کوئی بھی کمی یا ضرورت پوری کرنے والی ہو تو ہم وہ پوری کرنے کو تیار ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہاں پر on the floor of the House تین سکولوں کا نام لیتا ہوں کہ ملت گرلز ہائی سکول، ملت بوائز ہائی سکول اور یاسمین گرلز ہائی سکول کی missing facilities کو پوری کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ انہیں لسٹ مہیا کریں وہ اس کی تحقیق کریں گے اور پھر کام کروا دیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ان تین سکولوں کی کروا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ ہمیں 10 سکولوں کی فہرست دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں سب کے سب سکولوں میں missing facilities پوری کر دی جائیں گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ آنے والے سالوں یہ سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔ یہ دنوں کی بات کریں اور میرے سامنے سالوں کی بات نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ بات نہیں کہ ادھر سے مطالبہ آیا اور ادھر سے کام شروع ہوا اور مکمل ہو گیا۔ سب سے پہلے ان کی طرف سے ہمیں کوئی بھی اطلاع آئے گی، ان کا حکم ہمیں ملے گا تو ہم اس کی فزیبلٹی کرائیں گے، چیک کریں گے اور اس کے مطابق پھر اس کا ایسٹیمیٹ بنے گا sanction ہو گی، DDC ہو گی اور پھر اس کے بعد وہ رقم خرچ کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسے میرے محترم بھائی نے کہا ہے کہ ہم نے سکولوں کے سلسلے میں ESSR کے تحت بننے والی کمیٹی کو بہت سا فنڈز اضلاع کو دیا ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز ان سکولوں کو دے رہے ہیں تو ہمارے ضلع بہاولنگر میں بلدیہ کے پانچ سکول A,B,C,D ہیں لیکن ان سکولوں کو اس سلسلے میں کوئی فنڈز نہیں دیا جا رہا ہے اور نہ ہی ان سکولوں کی کوئی چار دیواری ہے، وہ shelter less ہیں، پانی اور بجلی کا انتظام وہاں نہیں ہے، سٹاف مکمل وہاں پر نہیں ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز جو دے رہے ہیں تو کیا اس میں آپ ان سکولوں کو بھی شامل کر رہے ہیں یا صرف دوسرے سکولوں کے لئے ہی ہے کیونکہ اگر ہم یہاں پر بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈسٹرکٹ کا problem ہے اور اگر ڈسٹرکٹ سے کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بلدیہ کا problem ہے اور اگر ان سے کہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے under نہیں ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہے تو اگر آپ ان سکولوں کو نہیں چلا سکتے تو پھر یا تو ان کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہاں پر کوئی بھی ٹیچر آنے کے لئے تیار نہیں اور وہاں پر ہزاروں قسم کی اسامیاں اسی وجہ سے خالی پڑی ہوئی ہیں کہ بلدیہ کے وہ سکول نہیں چل رہے اور وہاں پر نہ تو طلباء اور اساتذہ کی تعداد ہے اور نہ ہی وہاں کی مکمل بلڈنگز،

چار دیواری چھت بجلی اور پانی بھی نہیں ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ آپ یہ کروڑوں روپے کا فنڈز دے رہے ہیں تو پھر ان سکولوں کو بھی اس میں شامل کریں اور یا پھر ان کو ختم کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں ہر سال سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جاتا ہے اور ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اپنے اضلاع میں سکولوں کا سروے کرکے فہرست مرتب کرتے ہیں اور پھر priority کے لحاظ سے ان پر کام مکمل کیا جاتا ہے۔ میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ وہاں سے چیک کریں اور اگر ان کے سکول اس فہرست میں شامل ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو یہ وہاں ان کو شامل کروائیں اور ان کو وہاں کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی approve کرے گی اور پھر حکومت پنجاب کے جاری کردہ فنڈز میں سے اس کو وہ مکمل کریں گے اور اگر انہوں نے وہاں فہرست نہیں دیکھی تو یہ فہرست ہمیں دے دیں اور انشاء اللہ از خود اپنے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو ان کے متعلقہ ڈسٹرکٹ میں بھیج دیں گے کہ ان سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا جائے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ سب کمیٹی کے ہونے والے اجلاس میں خود وہاں پر as a visitor invited تھی تو وہاں پر یہ discussion ہوتی رہی ہے اور خاص طور پر بلدیہ کے ان سکولوں کے حوالے سے اور اس topic پر بات ہوئی ہے اور وہاں EDO نے یہ کہا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ کل اسی topic پر بات ہوئی ہے اور میں آپ سے یہی پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ پھر یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ اگر بلدیہ والے بھی ذمہ داری نہیں لے رہے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی نہیں لے رہا، ڈسٹرکٹ نہیں لے رہا اور آپ بھی نہیں لے رہے تو پھر ان کو کس کھاتے میں آپ نے ڈالنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ فہرست ہمیں دے دیں اور ہم ان سکولوں کی missing facilities پوری کروا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے ایک بات جو محترمہ نے کی ہے اور میرا بھی یہ ذاتی تجربہ ہے کہ جب یہ سکیمیں

شروع ہوئی تھیں تو بڑی تیزی سے عمل ہوا تھا اور اب جوں جوں ٹائم پاس ہوتا جارہا ہے تو اس میں go slow کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ تعلیم کی میں یہاں پر بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں Education Department should look into it کہ جو فنڈز آپ نے ریلیز کئے ہیں، آیا ان پر عمل بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟ آپ لوگ یہ خود دیکھیں اور میں آپ کو اس کی ڈائریکشن دے رہا ہوں کہ میں نے اس معاملے میں خود نوٹس لیا ہے بلکہ ان کو کہا بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ They need a direction and as well as supervision from your side کیونکہ اس میں کافی go slow چیز جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق جو رقم جاری ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورنمنٹ تو پوری کوشش کر رہی ہے لیکن وہاں کے مقامی ای ڈی اوز یا بلڈنگز آفیسر یا ای ڈی او فنانس کی آپس میں بات نہیں بنتی تو پھر ہم کیا کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! انشاء اللہ ان کو ہدایت کر کے یہ فنڈز موثر طریقے سے اور نہایت ہی جلدی میں ان کو استعمال کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایجوکیشن کی مد میں 22 کروڑ روپیہ آیا تھا تو اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی سکیموں کی recommendations بھجوائیں تو ہم اس پر عملدرآمد کریں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے ضلع کے 8 ایم پی ایز بنتے ہیں اور نویں میں بنتی ہوں جس کو نہیں گنا جاتا کیونکہ میں reserve seat پر ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ جی آپ کا تو کوئی حلقہ ہی نہیں ہے۔ مجھے ذرا یہ بتادیں کہ ایم پی اے کی یا تو definition مجھے بتائیں کہ ہم ان سے الگ ہیں۔ وہ کون سے ایم پی ایز ہیں جن کو یہ فنڈ ملتا ہے اور ان کی سکیموں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ میں نے جو سکیمیں دیں ان پر کھوٹا پیسا تک نہیں لگایا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ فنڈز ہر ضلع کے لئے مختص کئے گئے ہیں بغیر کسی اختلاف کے کیونکہ تین سالوں کے لئے اگر لاہور کو 15 کروڑ مل رہے ہیں تو بہاولنگر کو بھی مل رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی بات ہو رہی ہے تو پنجاب میں 64 ہزار سکولز ہیں اور بد قسمتی سے وہ لوگ discuss کر رہے ہیں جن میں سے کسی کا بھی بچہ سرکاری سکول میں نہیں پڑھتا۔ دیکھیں یہ کتنی الارمنگ صورتحال ہے کہ جتنی دیر آپ کا اپنا بچہ سکول میں نہیں پڑھے گا تو آپ کو اس کا احساس نہیں ہو گا۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر میں نے ایک تحریک التوائے کار regarding the management of the private schools دی تھی جس پر ملک محمد احمد خان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی اور تین سال سے کمیٹی چل رہی ہے اور اس سلسلے میں آج تک ہماری recommendation پر کچھ بھی نہیں ہوا۔ یہاں پر ہم وہ چیز discuss کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ سکولز میں یہ ہو رہا ہے۔ پہلے تو یہاں پر بیٹھے سارے لوگ یہ عہد کریں وہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں پڑھائیں کیونکہ آپ کا یہ پبلک سیکٹر کا پروگرام fail ہو چکا ہے کیونکہ آپ ٹیچرز کو اتنی تنخواہیں نہیں دے رہے ہیں، ان کو معاشرے میں وہ مقام نہیں دے رہے ہیں، آپ facilities نہیں دے رہے ہیں اور دوسرا آپ نے یہ devolution کے بعد یہ Local Government کو چلا گیا ہے اور Provincial Government کے purview سے باہر چلی گئی ہیں۔ آپ پہلے ان معاملات کو resolve کریں اس پر کم از کم وزیر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھ کر تجزیہ کریں کہ where lies the fault اور اب discuss میں کر رہا ہوں اور میرا بچہ تو پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے why should I be crazy about the Government schools یہاں پر جتنے بیٹھے ہیں this is the biggest hypocrisy کہ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں نہیں بھجواتے کیونکہ وہاں facilities نہیں ہیں۔ اپنے بچوں کو وہاں پڑھاتے ہیں اور یہاں پر اس غریب کی بات کرتے ہیں۔ کیوں آپ facilities provide نہیں کرتے ہیں Let me send my son to a government school جب پڑھے گا تو اس کو پتا چلے گا اور وہ ٹاٹ پر بیٹھے گا یہ بھی (الف) انار اور (ب) بکری پڑھے گا تو آپ نے اگر پڑھے لکھے پنجاب کی بات کرنی ہے۔ you have to set a principle کہ you should put the train on the right track.

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3537 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز !

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3537 ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے جواب پڑھا ہوا تصور کیا اور کیا اس کو درست سمجھتے ہیں، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ خود پڑھ لیں۔۔۔۔ ٹھیک ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب پڑھ دیں۔

پی پی-122 Shelterless سکولوں، اساتذہ اور طلباء و طالبات کی تفصیلات

*3537: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-122 میں shelter less سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ، طلباء اور طالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان shelter less سکولوں کو عمارات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) پی پی-122 سیالکوٹ میں چار بوائز اور 19 گرلز پرائمری سکول بغیر عمارات کے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ اور طلباء و طالبات کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو عمارات فراہم کی جا سکیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہاں جو فہرست دی گئی ہے اس میں سیالکوٹ میں 23 سکولز ایسے ہیں

جوshelterless ہیں۔ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ''پڑھا لکھا پنجاب'' اس کاویژن بہت ٹھیک ہو گیا ہے طالبعلموں کو کتابیں مفت مل رہی ہیں،ان کو دودھ مل رہا ہے اور کپڑے مل رہے ہیں لیکن یہ بنیادی ضروریات ہیں یہ پوری نہیں ہوئی 23 سکول shelterless ہیں وہاں کیسے پڑھتے ہوں گے۔ آپ نے تعلیم کے لئے 8۔ارب روپے رکھا ہوا ہے اور ہمیں دن بدن یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہم اور بجٹ بڑھائیں گے۔یہ صرف سیالکوٹ کے اتنے سکول ہیں جو shelterless ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مرحلہ وار کریں گے یہ کب مرحلہ وار کریں گے؟ یہ اسمبلی کا آخری سال شروع ہو گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو عمارات فراہم کی جا سکیں گی تو ان کو کب فنڈ ملنے ہیں اور کب یہ مرحلہ وار تعمیر ہوں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو جواب ہم نے دیا تھا یہ جواب 13-03-04 کو موصول ہوا۔اس وقت ہم نے جواب دیا تھا کہ اس میں 4 بوائز اور 19 گرلز سکول ایسے ہیں جو بغیر عمارات کے ہیں لیکن میرے فاضل دوست نے آج کے بارے میں صورتحال پوچھی ہے تو اس وقت ان 23 میں سے 15 سکول ہیں جن کو facilities مہیا کر دی ہیں اور 8 سکولوں کے لئے عمارت کی سہولت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان 23 میں سے 8 جو رہ گئے ہیں ان کو بھی جلد ہی بنیادی سہولت فراہم کر دی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بدقسمتی سے اور خوش قسمتی سے 122 حلقہ میں ہے جو شہر کے سنٹر کا حصہ ہے جس میں گوندل صاحب فرما رہے ہیں کہ shelterless سکولز ہیں۔ان کو جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے وہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ وہ میرا حلقہ ہے مجھے پتا ہے میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ جیسا انہوں نے کہا کہ ان 8 سکولوں کو بھی جلد بنیادی سہولت فراہم کر دیں گے یہ بتا دیں کہ کب تک کر دیں گے یہ آخری سال رہ گیا ہے۔یہ بتا دیں کہ ایک، دو یا کتنے ماہ میں ان سکولوں کو چھت فراہم کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہ ایک ماہ، دو ماہ والی بات نہیں ہوتی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے 05-2004 میں اور 06-2005 میں اس ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے تحت 18.367 ملین روپے اس حلقے میں خرچ کئے ہیں تب ہی 23 میں سے 15 سکولوں کو ہم نے بنیادی سہولیات فراہم کر دی ہیں جو 8 سکول رہ گئے ہیں یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ذمہ داری ہے صرف سیالکوٹ میں ہی نہیں بلکہ پنجاب میں جہاں کہیں بھی ایسے سکولز ہیں ہم ان کو بنیادی سہولتیں فراہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خدا نے ہمیں موقع بھی دینا ہے اور ہمیں وسائل بھی مہیا کرنے ہیں ہم صرف 23 نہیں بلکہ باقی سکولوں کی بھی جتنی ضرورتیں ہیں وہ پوری کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو ان سے سوال کیا تھا آپ نے اس کو کیا follow up کیا ہے اور آپ کیا چیک کر رہے ہیں کہ جو missing facilities funds ہیں تعمیر پنجاب ایجوکیشن پروگرام پر فنڈز لگ رہے ہیں؟ پچھلے دنوں خود گورنمنٹ نے سیالکوٹ لیول پر وہاں پر ڈی سی او نے انکوائری کی اور اس نے انکوائری رپورٹ میں لکھا کہ وہاں پر فرنیچر اور جو کچھ بھی فراہم کیا گیا ہے وہ بوگس ہے۔

جناب سپیکر! اب بھی وہاں پر کروڑوں روپے پڑا ہوا ہے لیکن وہاں کوئی حال نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی پارلیمانی پارٹی میں حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم نے اپوزیشن کو ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے فنڈز نہیں دینے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہمارے حلقے ہیں ان کو تو ہم نے چیک کرنا تھا ہم نے ان کو follow up کرنا تھا۔ جس حلقے سے میرا تعلق ہے وہ پی پی-122 ہے وہ شہر کا دل ہے جس میں کینٹ ہے تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس شہر میں جو علاقہ اقبال کا شہر ہے جس کا لٹریسی ریٹ 90 plus ہوتا ہے وہاں یہ صورتحال ہو کہ شہر میں 8 سکول shelterless ہیں۔ میں یہاں پر بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہاں پر اس سے بھی زیادہ تعداد shelterless سکولوں کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ جو فنڈز گورنمنٹ دے رہی ہے یہ صرف ایک کمیٹی بنا کر انکوائری کر لیں کہ کیا فنڈز صحیح لگ رہے ہیں یا نہیں لگ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حلقہ

پی پی-122 میرے معزز دوست جناب ارشد بگو نے فرمایا کہ وہ میرا اپنا حلقہ ہے۔ حلقہ ان کا ہے اور سوال ایک خاتون محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ نے کیا ہوا ہے جو دوسرے ضلع سے تعلق رکھتی ہیں۔ خواتین اتنا کام کرتی ہیں ان کو پروموٹ کرنے کے لئے ہماری حکومت جو مرکز اور یہاں پر کام کر رہی ہے آئندہ یہ خواتین کی پروموشن کے بلز کی مخالفت نہ کریں۔ اب دیکھیں کہ ان کی ترجمانی ایک خاتون کر رہی ہے انہوں نے اپنا سوال نہیں کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! کل 23 سکولز shelterless تھے جن میں سے ہم نے 15 سکولز کو بلڈنگ مہیا کر دی ہیں جو باقی 8 رہ گئے ہیں اس میں سے دو کے لئے حکومتی زمین ہی نہیں ہے۔ میں اپنے محترم بھائی سے عرض کروں گا کہ وہاں arrange کر کے اپنے وسائل استعمال کر کے دلچسپی لے کر یہ ان کا حلقہ ہے وہاں پر حکومتی جگہ نہیں ہے وہاں جگہ مہیا کر دیں کم از کم دو سکولوں کے لئے حکومتی زمین نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بلڈنگ نہیں بن رہی یہ جگہ مہیا کریں ہم انشاء اللہ جلد از جلد ان دو میں تو لازمی طور پر بلڈنگ فراہم کریں گے۔ باقی جو 6 سکولز رہ گئے ہیں جو shelterless ہیں یہ بھی ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ priority پر ان کو بھی عمارت مہیا کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتی لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر اسد اشرف کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 3707 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایف۔ سی کالج لاہور میں ڈیپوٹیشن پر آئے سرکاری ملازمین سے متعلق تفصیلات

*3707: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا سرکاری ملازم اساتذہ کسی بھی پرائیویٹ ادارے میں ڈیپوٹیشن پر جا سکتے ہیں تو کس پالیسی/اتھارٹی کے تحت؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے سرکاری ملازم (لیکچرار/پروفیسر وغیرہ) ایف سی کالج

میں ڈیپوٹیشن پر تعینات کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازمین کو واپس بلانے اور حکومتی پالیسی کے خلاف تعینات کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) سرکاری ملازمین پرائیویٹ ادارے میں مجاز اتھارٹی کی اجازت سے رولز ریلیکس ہونے پر ڈیپوٹیشن پر جا سکتے ہیں۔

(ب) وہ سرکاری ملازمین جو ایف سی کالج میں ڈیپوٹیشن پر تعینات کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدے اور گریڈ مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	افتخار احمد ممدوٹ	ایسوسی ایٹ پروفیسر (باٹنی)	19
2۔	عابدہ ایلون	ایسوسی ایٹ پروفیسر (اکنامکس)	19
3۔	عبدالرحمن سعید	ایسوسی ایٹ پروفیسر (زوالوجی)	19
4۔	محسن سہیل	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
5۔	محمود علی	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
6۔	کمال الدین	اسسٹنٹ پروفیسر (انگلش)	18
7۔	حسیب بن قاسم	لیکچرار (تاریخ)	17

(ج) مذکورہ بالا ملازمین کو تین سال کی ڈیپوٹیشن پر تعینات کیا گیا ہے مذکورہ پیریڈ کے ختم ہونے پر تمام ملازمین نے ڈیپارٹمنٹ کو رپورٹ کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم تین سال کے لئے ڈیپوٹیشن پر جا سکتا ہے۔ اس سوال کو جمع کرائے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں جز (ب) کے نمبر دو پر یہ پڑھ کر بتا دیں کہ کیا یہ male ٹیچر ہے یا female ہے؟ اگر یہ male ہیں تو ان کی اب تک ریٹائرمنٹ ہو جانی چاہئے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو ڈیپوٹیشن کا مسئلہ ہے گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم پرائیویٹ ادارے میں ڈیپوٹیشن پر نہیں جا سکتا لیکن یہ جو مخصوص سوال پوچھا گیا تھا یہ صرف ایف سی کالج کے متعلق ہے۔ ایف سی کالج کی یہ پالیسی تھی کہ پہلے یہ nationalization کے تحت گورنمنٹ کا ادارہ تھا بعد میں denationalization کی وجہ سے یہ پرائیویٹ ادارے میں منتقل ہو گیا۔ اس میں جو اساتذہ کرام تھے وہ بدستور وہاں ڈیپوٹیشن پر رہے۔ یہ شروع میں ہمارے سات پروفیسر صاحبان تھے جو ڈیپوٹیشن پر تھے ان میں سے چھ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر صاحب عبدیہ ایلون وہاں ڈیپوٹیشن پر ہیں جن کی میعاد یکم جون 2007 کو ختم ہو رہی ہے۔ جونہی وہ میعاد ختم ہو گی تو وہ بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ میں واپس آ جائیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ وہ شروع سے ایف۔ سی کالج میں تھے اور ہیں۔ 1981 میں وہ وہاں اکنامکس پڑھایا کرتے تھے۔ ایک تو انھوں نے یہاں عابدہ ایلون لکھا ہے حالانکہ ان کا نام عبدیہ ایلون ہے۔ کیا وہ اسی کالج میں ڈیپوٹیشن پر کیسے چلے گئے ہیں جبکہ وہیں ان کی appointment ہے۔ 81 میں وہ اکنامکس پڑھاتے تھے اور آج تک پڑھا رہے ہیں۔ تین سال سے زائد یہ ڈیپوٹیشن نہیں دے سکتے۔ سوال کو جمع ہوئے آج تین سال سے تین دن کم ہیں۔ آج ان کی پوزیشن کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں نے عرض کر دی ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن پر ہیں۔ ان کی میعاد یکم جون 2007 کو ختم ہو گی۔ یکم جون 2007 تک وہ اس پرائیویٹ ادارے میں رہیں گے، بعد میں پھر گورنمنٹ کے اداروں میں واپس آ جائیں گے۔ اگر ان کا تجربہ وہاں زیادہ ہے، چونکہ وہ پرائیویٹ ادارہ ہے، ہم اپنے سرکاری ملازم وہاں نہیں رکھ سکتے، اسی لئے یہ رہے ہیں کہ وہ پہلے گورنمنٹ کا ادارہ تھا، جو پڑھا رہے تھے ان کو کچھ عرصہ کے لئے وہاں رہنے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 3708 ڈاکٹر اسد اشرف! not present, disposed of، اگلا سوال 3813 محترمہ فرح اقبال خان۔۔۔ not present, disposed of، اگلا سوال 3910 ملک خالد

محمود صاحب!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ سوال نمبر 3708 کا جو جز (ب) ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! وہ سوال نہیں ہے۔ آپ نے اس وقت اسے quote نہیں کیا لہذا وہ disposed of ہو گیا ہے۔ اب سوال نمبر 3910 ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے 5 کروڑ روپے کی گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا، وہ کہاں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نمبر 3910 میں ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: سوال نمبر 3708 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ تو dispose of ہو گیا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: وہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔ جو بات ضروری ہے، اس کو dispose of کر دیا ہے۔ ایک منٹ میں تو بات نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ اس وقت اٹھتیں تو میں آپ کو floor دے دیتا۔ اب آپ اس وقت نہیں اٹھیں تو مجھے کیسے معلوم کہ آپ یہ سوال کرنا چاہتی ہیں؟ اب اگلا سوال 3910 ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے--- not present، اگلا سوال 4006 ملک اصغر علی قیصر صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: .On his behalf سوال نمبر 4006۔ یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر 4006۔ یہ پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ جوہر پبلک سکول (بوائز) علامہ اقبال کالونی فیصل آباد میں کلاس رومز کی تعمیر کا مسئلہ

*4006: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ جوہر پبلک سکول (بوائز) علامہ اقبال کالونی فیصل آباد جس میں بچے Cattle Sheds کے نیچے تعلیم حاصل کرتے ہیں E.D.O اور D.E.O سیکنڈری ایجوکیشن نے ضلعی حکومت کو اس میں 10 عدد کمرے بنانے کی سفارش کی ہے؟

(ب) مذکورہ پراجیکٹ کا موجودہ سٹیٹس کیا ہے؟

(ج) ضلعی حکومت کب اس پر کام شروع کروائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور یہ درست ہے کہ ضلعی محکمہ تعلیم فیصل آباد نے ضلعی حکومت کو مذکورہ سکول میں مزید دس کمرے تعمیر کرنے کی سفارش کی ہے۔

(ب) ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے اس مقصد کے لئے تاحال فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) فنڈز دستیاب ہونے پر اس منصوبے پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (الف) میں ہے کہ "مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔" کیا یہ مناسب ہے کہ بچے کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کریں، یہی پڑھا لکھا پنجاب ہے؟ اس کی ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اس میں جو ہے وہ shelterless سکولز ضرور ہیں لیکن اب ان کی عمارت ہم نے مہیا کر دی ہے اور ان سکولوں کی عمارات مقامی کمپنیوں کے تعاون سے ان کو مہیا کر دی گئی ہیں اور اس وقت وہ shelterless نہیں ہیں۔ جب جواب دیا گیا تھا اس وقت تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا ان سکولوں میں کیٹل شیڈز میں بچے پڑھانا مناسب ہے؟ دوسرا یہ انھوں نے لکھا ہے کہ "ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے اس مقصد کے لئے تاحال فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔" یہ کیسے وضاحت فرما رہے ہیں یا تو یہ سوال updated کر کے بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہاں جو میرے پاس ہے اس میں تو یہ لکھا ہے کہ "مذکورہ سکول کے بچے تین کمروں اور چھ کیٹل شیڈز میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔" اب وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے دس کمرے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی یہ رولنگ تھی کہ جس وقت سوال آئے تو اس کا جواب اس وقت updated کر کے دیا جائے۔ اب سوال یہی ہے کہ آپ دیکھیں کہ کیٹل شیڈز میں بچے پڑھ رہے ہیں اور ایجوکیشن ریفارمز سیکٹر پروگرام کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر جیسے ابھی ایک ممبر نے کہا ہے کہ طالبعلموں کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! یہ تو اب جب اس کی بات نوٹس میں آئی ہے۔ یہ تو شروع سے کیٹل شیڈز استعمال ہو رہے ہوں گے، جب ان کے نوٹس میں آیا ہے تو انھوں نے اس پر کام شروع کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی بھی یہ کیٹل شیڈز ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ ہیں لیکن انھوں نے سفارش کی ہے کہ دس کمرے وہاں بنائے جائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ تو ان کے purview میں ہی نہیں آتا۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا معاملہ ہے۔ یہ تو کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن فنڈز تو انھوں نے ان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فنڈز بھی یہ لوکل گورنمنٹ کو مہیا کر رہے ہیں۔ یہ خود نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ تو ورلڈ بنک کے تحت ان کو فنڈز گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ابھی دیکھیں۔ یہ پھر وہی بات ہے کہ اب حکومت پنجاب نے کالجز واپس لے لئے ہیں کیونکہ یہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔ اب یہ سکول جو ہیں۔

That falls within the purview of the Local Government District Assembly.

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہ missing facilities کے تحت آپ نے سفارش نہیں کی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ جب یہ سوال آیا تھا تو اس وقت کی یہ

وہی صورتحال ہے جو ہم نے جواب میں تحریر کی ہے۔اس کے بعد یہ صورتحال بنی کہ موجودہ صورتحال کے تحت سکول میں سیکشن گیارہ اور کمرے بھی گیارہ ہیں۔ایک ایم بی ایل سائنس غیر موجود ہے، ہیڈ ماسٹر آفس، کلرک آفس اور سٹاف روم صرف موجود نہیں ہے۔سکول کی چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے۔مذکورہ کمرہ جات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کوکا کولا پرائیویٹ لمیٹڈ اور ڈائرز اینڈ کیمیکلز لمیٹڈ کے تعاون سے منظور کئے ہیں اور اسی سکول میں مزید چھ کمرے اگلے مالی سال میں تعمیر کرنے کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں یہ جو بقایا تعمیر ہے یہ بھی مکمل ہو جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔یہ بتا دیں کہ کیا پنجاب گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں سکول ہیں۔میری اطلاع کے مطابق یہ ضلعی حکومتوں کے پاس ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں ان کا جو انتظامی کنٹرول ہے یا ان کے جتنے بھی معاملات ہیں وہ صوبائی حکومت کے متعلقہ ہیں۔اس لحاظ سے یہ نہیں کہ فنڈز بھی صوبائی حکومت مہیا کرتی ہے۔ باقی اندرونی طور پر ان کی جو پوسٹنگ یا ٹرانسفر یا اس لحاظ سے جو معاملات ہیں یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ ہیں۔باقی overall فنڈز مہیا کرنا اور ان کو یہ بنیادی سہولتیں فراہم کرنا یہ تمام کا تمام پنجاب گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے دائرہ اختیار میں کچھ بھی نہیں۔یہ نہ ٹرانسفر، پوسٹنگ کر سکتے ہیں، نہ ان کی مرمت کرا سکتے ہیں That does not fall within the purview of the Punjab Government. یہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ اصولی طور پر ڈسٹرکٹ اسمبلی میں آنا ہے کیونکہ سکولز ان کے purview میں ہی نہیں آتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پھر سوال کیوں کیا تھا؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! وہ آپ نے admit ہی نہیں کرنا تھا۔آپ دیکھیں کہ چودھری ظہیر الدین صاحب کا جو محکمہ تھا اس میں ہزاروں میل سڑکیں ان کے کنٹرول میں تھیں، اب یہ چند سو کلو میٹرز میں رہ گئی ہیں۔اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جو سسٹم ہے اس میں یہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔وہ اپنی priorities fix کرتے

ہیں۔اس میں یہ نہ ان کو direct کر سکتے ہیں۔مسئلہ تو یہی ہے کہ They will have to revert back to the old system. جدھر یہ کنٹرول کر سکیں۔جس طرح یہ آہستہ آہستہ آرہے ہیں۔جیسے پولیس آرڈر 2000 اور لوکل گورنمنٹ میں یہ amendments لا رہے ہیں۔پھر یہ جاکر ٹھیک ہوگا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آفتاب صاحب نے جیسے یہ فرمایا ہے کہ سسٹم فیل ہو گیا ہے۔اصل میں ان کو سمجھ نہیں آرہی ہے۔یہ devolution system ہے جس میں division of work ہو رہا ہے،کچھ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ لگا دیا گیا ہے۔ان کی پارٹی نے کبھی power share کرنے کا سوچا ہی نہیں تھا۔ابھی بھی ان میں یہ کلچر نہیں ہے۔یہ تو اس میں share کیا گیا ہے،devolution system ہے،ہم divide کر کے اور devolve کر کے سسٹم میں پاور کو share کر کے کام کر رہے ہیں۔یہ سوال غلط کر بیٹھے ہیں۔اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے purview میں نہیں ہے تو پھر ان کو یہ سوال ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔یہ تو بلکہ اس وقت یہ سسٹم بہتر چل رہا ہے۔وہ اپنی اسمبلیوں اور ڈسٹرکٹ اسمبلیاں چل رہی ہیں۔وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔یہ ان کو سمجھ نہیں آئی اس لئے یہ اس سسٹم کو کہہ رہے ہیں۔یہ اس وقت بہترین سسٹم چل رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!یہ پارٹی کی بات کر رہے ہیں تو یہ اسی پارٹی کی original پیداوار ہیں۔یہ 1988 میں اسی پارٹی سے اس اسمبلی میں آئے تھے۔1993 میں یہ اسی پارٹی سے اس اسمبلی میں آئے تھے۔اپنے محسنوں کو ان الفاظ میں یاد رکھنا چاہئے۔میں سیاسی جماعت بدلنے سے نہیں کہتا مگر یہ اسی پارٹی میں ہی سیاسی طور پر پھلے پھولے ہیں۔ان کو بھولنا نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسرا یہ ہے کہ اگر یہ power sharing کرتے ہیں تو پھر انھوں نے کالجز کو لوکل گورنمنٹ سے کیوں withdraw کر لیا ہے۔پھر انھوں نے ایجوکیشن اس طرح سے کیوں واپس لیا ہے؟اس کی وضاحت کر دیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!میں ذاتی وضاحت دینا چاہتا ہوں۔دیکھیں!جو جماعتیں ہیں وہ افراد سے بنتی ہیں۔میں اگر پارٹی میں تھا تو پارٹی میں کوئی نقائص اور برائیاں دیکھیں تو اس کو چھوڑا اور جب میں اس

پارٹی میں تھا تو میرا سب ڈویژن سارے کا سارا اس پارٹی نے جیتا تھا۔ جس دن میں نے اس پارٹی کو چھوڑا ان کا نام ونشان وہاں سے مٹ گیا۔ یہ چیز ہوتی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسی وجہ سے میں نے ان کو چھوڑا، ان کی دورخی پالیسیوں کی وجہ سے ان کو چھوڑا۔ ان کا چہرہ اندر سے اور ہے باہر سے اور ہے۔ میں اس لئے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! چودھری صاحب اپنا ریکارڈ درست کر لیں۔ پیپلز پارٹی وہ واحد جماعت ہے کہ جس نے 2002 کے الیکشن میں بھی سب سے زیادہ ووٹ لئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ پارٹی ہے کہ جو ختم ہو گئی ہے۔ یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ اس پارٹی نے سب سے زیادہ ووٹ لئے ہیں اور یہ اسی کی پیداوار ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب بڑے قابل احترام ہیں۔ جب انھوں نے پیپلز پارٹی چھوڑی تو منظور وٹو صاحب کو قرآن پر حلف دیا تھا کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ اس کے بعد جب منظور وٹو صاحب گئے تو یہ نواز شریف صاحب کے گھر چھلانگ لگا کر اندر گئے اور نواز شریف صاحب کو حلف دیا کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔ اب پھر نواز شریف صاحب کو چھوڑ کر یہ محترم وزیر صاحب (ق) لیگ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ آپ اس (ق) لیگ کا اندازہ لگائیں کہ اس میں کس طرح کے لوگ ہیں۔ جس نے منظور وٹو کو حلف دیا، جس نے نواز شریف کو حلف دیا اس شخص کو انھوں نے (ق) لیگ کا جنرل سیکرٹری بنایا ہوا ہے۔ ہم اللہ کے فضل وکرم سے شروع دن سے پیپلز پارٹی میں ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی پارٹی میں مریں گے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے۔ ہم لوٹے نہیں ہیں۔ آج یہ کہتے ہیں کہ جب میں نے پارٹی چھوڑی تو وہاں سے پارٹی کا صفایا ہو گیا جبکہ ہم نے یعنی (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی نے مل کر ضلع ناظم کے الیکشن میں ان کو ہرایا، ہم نے فیصل آباد میں ضلع ناظم کی سیٹ جیتی ہے۔ اس سے پہلے میں نے ضلع ناظم کا الیکشن لڑا تھا۔ (ق) لیگ کے ان سب لوگوں نے مل کر میری مخالفت کی تھی اس کے باوجود میں الیکشن جیت گیا اور جنرل مصطفیٰ نے آ کر پولنگ پر قبضہ کر لیا۔ میرے پولنگ ایجنٹ باہر نکال دیئے اور مجھے 40 ووٹوں سے ضلع ناظم 2001 کا الیکشن انھوں نے ہرایا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فیصل آباد فتح کر لیا اگر ایسا ہے تو پھر یہ موجودہ ضلع ناظم کا الیکشن کیوں ہارے ہیں؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال 4068 جناب عابد حسین چھٹہ کا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب والا! محترم راجہ ریاض صاحب نے بڑی شاعرانہ گفتگو فرمائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاعرانہ اور مدلل۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: ہاں! اپنے حساب کتاب میں مدلل بھی ہے۔ جناب سپیکر! آج افسوس کا مقام ہے، ہمارا دل رو رہا ہے کہ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن اور ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ ان کی پارٹی نے ان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ قاسم ضیاء صاحب چھ سال تک پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر اور اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے دن رات محنت کرتے رہے اب جب الیکشن کا وقت قریب آ رہا ہے تو ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے اور ترقی دے کر سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی میں بھجوا دیا گیا ہے۔ اسی طرح میرے محترم بھائی رانا آفتاب احمد خان صاحب کے ساتھ بھی بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کے سیکرٹری جنرل تھے، انھوں نے بڑی قربانیاں دیں، دن رات اسمبلی میں انھوں نے کارروائی میں حصہ لیا اور اب ان سے جنرل سیکرٹری شپ لے لی گئی ہے اور انھیں بھی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی میں بھیج دیا گیا ہے۔ ان کی پارٹی نے ان کے ساتھ یہ جو زیادتی کی ہے ہمیں اس پر بڑا افسوس ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شاید یہ کسی سیاسی عمل سے نہیں گزرے لیکن انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں چار سال تک ڈویژنل صدر رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں پونے چھ سال تک سیکرٹری جنرل رہا ہوں۔ ہماری پارٹی کا ایک اصولی فیصلہ تھا کہ پارلیمانی اور تنظیمی عہدے علیحدہ کر دیئے جائیں۔ سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی ہماری پارٹی کا سب سے highest forum ہے۔ ہم اس کمیٹی میں گئے ہیں۔ میرے خیال میں ایک process سے گزر کر highest forum میں جانا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ We have all support for the new incumbents. یہ ہماری پارٹی نے فیصلہ کیا ہے اور بہتری کے لئے کیا ہے۔ ہم نے تنظیمی اور پارلیمانی عہدے علیحدہ کئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری services have been elevated and in this respect we respect the decision of the Chairperson.

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اخباروں میں یہی پڑھتے رہے کہ رانا آفتاب صاحب، قاسم ضیاء صاحب پیپلز پارٹی کی تنظیم سازی کے حوالے سے روجھان سے لے کر اٹک تک دورے کر رہے ہیں۔ ہم جہاں جاتے تھے آگے کسی نہ کسی جگہ یہ بھی اپنے حساب کتاب میں موجود ہوتے تھے۔

زیادتی یہ ہے کہ آج ان کی پارٹی نے ان کو قربان گاہ پر چڑھا دیا ہے اور ایک ایسے شخص کو پنجاب پیپلز پارٹی کا صدر نامزد کیا ہے جو کہ ضیاء الحق کے ساتھ تھے، اس کی کابینہ میں شامل تھے۔ اس وقت جو سیاسی set up تھا، میاں نواز شریف صاحب کی کابینہ میں ممبر رہے، ان کے والد گورنر رہے اور پھر وہ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ وہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہیں۔ انھیں پارٹی کا صدر بنا دیا گیا ہے اور جو loyal لوگ ہیں انھیں remove کر دیا گیا ہے۔ جناب! ہمیں تو ان سے ہمدردی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہ رہے تھے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! رانا قاسم نون صاحب نے ہماری پارٹی کے حوالے سے یہاں پر بات کی ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس پر راجہ بشارت صاحب اٹھیں گے اور کہیں گے کہ یہ اس اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک سیاسی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہے۔ جہاں تک ہماری پارٹی میں تبدیلیوں کی بات ہے تو یہ routine اور معمول کی بات ہے۔ کبھی کوئی کسی عہدے پر سدا نہیں رہتا۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ پارٹی کے ساتھ آپ کی وابستگی ہے یا نہیں۔ میں آج on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ رانا صاحب اور میرے بارے میں میری پارٹی اور چیئرپرسن نے جو فیصلہ کیا ہے ہم اس کو خوش آئند سمجھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری پارٹی اسی لئے آج تک زندہ ہے کیونکہ اس میں سیاسی discipline ہے۔ یہ نہیں کہ راتوں رات لوگ بھاگ جائیں یا عہدے اور وزارتیں نہ ملنے پر پارٹی بدل لیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پارٹی کا جو فیصلہ ہے وہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ پارٹی نے ایک پالیسی decision لیا ہے کہ پارلیمانی اور تنظیمی عہدے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ اسی کے تحت یہ تبدیلی لائی گئی ہے۔ اگر اس کے برعکس بھی کوئی تبدیلی ہوتی تو پھر بھی ہمیں قابل قبول تھا کیونکہ پارٹی میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج میں یہاں کھڑا ہو کر کہوں گا کہ ہمیں اس فیصلہ پر فخر ہے، ہمیں اپنی قائد پر فخر ہے اور انشاء اللہ جب تک دم میں دم ہے اس پارٹی کے ہم وفادار رہیں گے اور پارٹی کارکنوں کی خدمت کرتے رہیں گے۔ شکریہ

محترمہ شازیہ چاند: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شازیہ چاند: .Sir, thank you so much ابھی معزز ممبر نے کہا ہے کہ ہماری پارٹی کے عہدے permanent نہیں ہیں۔ تو کیا یہ فیصلہ ان کی چیئرپرسن پر لاگو نہیں ہوتا؟ وہ کیوں اس عہدے پر

مستقل طور پر فائز ہیں؟

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنی چاہوں گا کہ ہماری پارٹی میں جمہوری عمل چلتا ہے۔ ابھی ہماری پارٹی کی ممبر سازی ہو رہی ہے۔ ہماری پارٹی کی پالیسی بڑی واضح ہے کہ پارٹی میں کونسل لیول سے لے کر چیئرپرسن تک الیکشن ہوگا۔ چونکہ پارٹی کے تمام کارکن اور عہدے دار چیئرپرسن کے خلاف الیکشن نہیں لڑنا چاہتے، انھیں اگر بلا مقابلہ منتخب کرتے ہیں تو یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ یہ ایک جمہوری حق ہے۔ اگر کسی کو ہماری پارٹی میں الیکشن لڑنے کا شوق ہے تو آئیے 25/40 روپے کی پرچی ہے۔ آپ اسے بھریں ہم آپ کو الیکشن لڑوادیں گے پھر آپ کو پتا لگ جائے گا کہ آپ کیا ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی یہ ان کی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہم نے صرف دو باتوں کی وجہ سے بات کی ہے۔ ایک یہ کہ غریبوں کی پارٹی کا ایک جاگیردار صدر بن گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہوں گا کہ ہم نے تو ان سے اظہار افسوس کیا ہے اس کا برا تو نہ منائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی چودھری ظہیر صاحب نے کہا ہے کہ غریبوں کی پارٹی کا ایک جاگیردار صدر بن گیا ہے۔ میں کہوں گی کہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ شوگر مافیا کا سربراہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ ہے۔ دوسرا انھوں نے چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بارے میں بات کی ہے۔ میں کہوں گی کہ جو بلا مقابلہ والا ڈرامہ یہ ہر سال کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ سب کو پتا ہے کہ کیا ہوتا ہے لیکن کسی میں جرأت نہیں ہے اور کسی کو اجازت ہی نہیں دی جاتی کہ وہ ان کے خلاف الیکشن لڑ سکے۔ ہماری پارٹی نے بھی الیکشن کے ذریعے محترمہ کو life time چیئرپرسن بنایا ہے۔ وہ الیکشن کے ذریعے چیئرپرسن بنی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں قاسم ضیاء صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہے اور ہم کون ہوتے ہیں ان کی پارٹی کے فیصلوں میں مداخلت کرنے والے لیکن As a layman and as a political worker اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ان کی پارٹی میں ایک

political wisdom prevailکر رہی ہے۔ جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے کہا کہ جن لوگوں کا تعلق جنرل ضیاء الحق کے ساتھ تھا آج وہ ان کی پارٹی کے صدر ہیں۔ کل انھوں نے ہمارے اس بل کی حمایت کی ہے جس کی total ownership جنرل پرویز مشرف صاحب کی تھی۔ انھوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی پارٹی یہاں wisdom prevailکرے گی اور ہم جمہوریت کے فروغ، جمہوریت کی مضبوطی کے لئے مل جل کر انشاء اللہ تعالیٰ کام کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ابھی women rightsکے حوالے سے بات کی ہے۔ پیپلز پارٹی کا women rightsسے متعلق جو موقف day oneمیں تھا اسی کو ہم نے supportکرنا ہے۔ اچھی چیز چاہے جدھر سے بھی آئے ہم اسے supportکریں گے۔ جناب جو ہماری پارٹی کے منشور اور موقف کے مطابق ہو اسے ہم ضرور supportکرتے ہیں۔ مگر جو Constitutionکو abrogateکرتے ہیں اسے ہم کبھی supportنہیں کرتے کیونکہ Constitution abrogate کرنے کی سزا، سزائے موت ہے۔ کبھی ہم نے ان چیزوں کو support کیا ہے اور نہ ہی کبھی ان چیزوں کو indemnityدی ہے چونکہ یہ خواتین کے حقوق کا بل تھا اور ہم عورتوں کو پورے حقوق دینا چاہتے ہیں اور یہ ہماری پارٹی کا ایک اصولی موقف تھا جسے support کیا ہے لہذا اس پر آپ کو کریڈٹ لینے کی ضرورت نہیں چونکہ جس دن سے پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے اسی دن سے اس کا یہ موقف ہے۔ ہم اس کا کریڈٹ اپنی سیکرٹری انفارمیشن شیری رحمٰن کو دیتے ہیں آپ دیکھیں کہ ہم نے سلیکٹ کمیٹی میں جو بات کی تھی اسی کے مطابق ہوا ہے۔ ایک پولیٹیکل اور آئینی فورم تھا جس پر ہم نے بات کی تھی اور اس کے مطابق support کرنا پارٹی کا نظریاتی اور اخلاقی فرض تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhowآپ نے جو بھی کیا ہے اچھا کیا ہے۔ اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ کو بھی اس بات کی تائید کرنی چاہئے کیونکہ آپ بھی اس پارٹی میں رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تو عرض کر رہا ہوں کہ آپ جو بات بھی کر رہے ہیں بڑی فراخدلی کا ثبوت دے رہے ہیں اور میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فراخدل ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کلاس نہم کی "بہار اردو" سے مضمون "نظریہ پاکستان" کا اخراج

*2341: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہم کلاس کے لئے نئی "بہار اردو" کی کتاب سے نظریہ پاکستان کا سبق نکال دیا گیا ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ایسا کیوں کیا گیا، کیا حکومت یہ سبق دوبارہ نصاب میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) نظریہ پاکستان کے عنوان سے سبق جماعت نہم کے لئے بہار اردو کی بجائے مرقع اردو برائے نہم / دہم میں سال 03-2002 تک شامل رہا۔ مرکزی محکمہ تعلیم شعبہ نصاب سازی نے نصاب پر نظر ثانی کی تو نظریہ پاکستان کے عنوان کو جماعت نہم کی بجائے جماعت دہم کے لئے "بہار اردو" میں تجویز کیا لہذا اسے اس کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے؟

(ب) نظریہ پاکستان کا سبق نصاب میں شامل ہے جس کی وضاحت جزہائے بالا کے جواب میں پیش کر دی گئی ہے۔

پرائمری مڈل سکول ٹیچرز کے لئے کوالیفکیشن میں ردوبدل سے پیدا ہونے والے مسائل

*3177: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل پرائمری سکولوں میں میٹرک پی۔ٹی۔سی اور مڈل سکولوں میں ایف اے، سی۔ٹی پاس افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر میں میٹرک پی۔ٹی۔سی اور ایف۔اے، سی۔ٹی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جواب بھی بے روزگار ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے 2002 کی بھرتی میں پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بنیادی تعلیم بی۔اے مقرر کردی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بی اے کی شرط ختم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل مڈل سکولوں میں ایف۔اے، سی۔ٹی افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا لیکن یہ درست نہ ہے کہ پرائمری سکولوں میں میٹرک، پی ٹی سی افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا کیونکہ سال 1997 سے پرائمری سکولوں میں بھرتی ہونے کے لئے بنیادی تعلیم ایف اے، سی۔ٹی مقرر کردی گئی تھی۔

(ب) یہ تو درست ہے کہ صوبہ میں میٹرک، پی ٹی سی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن ان سب کے بے روزگار ہونے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(ج) درست ہے۔

(د) سرکاری سکولوں میں بچوں کو معیاری تعلیم دینے کے لئے ٹیچرز کی بھرتی کے لئے بنیادی تعلیم کے معیار میں اضافہ کیا گیا ہے جو کہ طلباء کے مفاد میں ہے لہذا اس شرط میں تبدیلی زیر غور نہ ہے۔

کنٹریکٹ پر بھرتی اساتذہ کو مستقل کئے جانے کا مسئلہ

*3178: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر ہوئی تھی

جس کی وجہ سے اساتذہ اپنے مستقبل سے مایوس ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں بھرتی ہونے والے کئی اساتذہ نے استعفیٰ دے دیا ہے جس کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بھرتی شدہ اساتذہ کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز اساتذہ کے مستعفی ہونے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2002 میں محکمہ تعلیم میں اساتذہ کی بھرتی کنٹریکٹ پر ہوئی تھی لیکن یہ درست نہ ہے کہ بھرتی ہونے والے یہ اساتذہ اپنے مستقبل سے مایوس ہیں کیونکہ وہ دلجمعی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ ضلع بہاولنگر میں 2002 میں بھرتی ہونے والے 1107 اساتذہ میں سے صرف تین نے ذاتی وجوہات کی بنیاد پر استعفیٰ دیا۔

(ج) مروجہ پالیسی کے تحت کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے اساتذہ کو مستقل کرنے کی تجویز زیر غور نہ ہے۔ مستعفی ہونے والے تین اساتذہ نے ذاتی وجوہات کی بناء پر استعفیٰ دیا۔

ضلع شیخوپورہ۔ بوائز و گرلز کالجز کے نام، اساتذہ کی اسامیوں اور تعینات افراد کی تفصیلات

*3538: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں کتنے بوائز اور گرلز کالج ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ہر کالج میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر تعینات افراد کے نام کیا ہیں اور وہ کتنے سالوں سے تعینات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں سات بوائز اور چھ گرلز کالج ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ

2۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل
3۔ گورنمنٹ گورونانک کالج ننکانہ صاحب
4۔ وارث شاہ کالج جنڈیالہ شیر خان
5۔ گورنمنٹ انٹر کالج شاہ کوٹ
6۔ گورنمنٹ انٹر کالج شرقپور
7۔ گورنمنٹ انٹر کالج نارنگ

گرلز کالجز

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین شیخوپورہ
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سانگلہ ہل
3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہ کوٹ
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب
5۔ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج فیروزوالا
6۔ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وارث شاہ جنڈیالہ شیر خان

(ب) ہر کالج میں اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد اور ان کے ناموں کی فہرستیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاؤن شپ لاہور۔ پرنسپل کی تقرری کا مسئلہ

*3708: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاؤن شپ لاہور میں گزشتہ کئی ماہ سے مستقل بنیادوں پر پرنسپل کا تقرر نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی میں مشکلات اور انتظامی معاملات بدنظمی / کرپشن کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کالج کے لئے 5 کروڑ روپے کی گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا جو ابھی تک جاری نہیں ہوئی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرنسپل کا تقرر کرنے / گرانٹ جاری نہ کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست نہ ہے۔ مورخہ جنوری 2004 کو مذکورہ کالج میں مستقل بنیاد پر پرنسپل کا تقرر کر دیا گیا ہے کالج ہذا میں کلاسز کا انعقاد باقاعدہ ضلعی حکومت کے کیلنڈر کے مطابق ہو رہا ہے ضلعی حکومت لاہور کی رپورٹ کے مطابق کالج میں انتظامی بدنظمی / کرپشن کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) چونکہ جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے لہذا اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی کی وجوہات اور اس دوران کئے گئے تبادلہ جات کی تفصیل

*3813: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اساتذہ کے ہر قسم کے تبادلوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے اگر ہاں تو یہ پابندی کب سے عائد ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) پابندی کے باوجود رواں سال کے دوران کتنے اساتذہ کے تبادلے کئے گئے ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے نیز پابندی کے باوجود تبادلے کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کب تک، اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے یہ پابندی 03-04-12 سے تاحال عائد ہے حکومت نے تعلیمی سیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی عائد کی ہے تاکہ طلباء وطالبات کو تعلیمی نقصان سے بچایا جاسکے۔

(ب) یہ تبادلہ جات وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر مفاد عامہ اور انتظامی امور کے تحت کئے گئے ہیں تبادلوں کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اساتذہ کے تبادلوں پر پابندی گرمیوں کی چھٹیوں میں ہوا کرے گی دوران اکیڈمک سیشن پابندی ہو گی۔

چک نمبر 615گ۔ب فیصل آباد۔گرلز مڈل سکول کے قیام اور کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*3910: **ملک خالد محمود وٹو**: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 615گ۔ب، فیصل آباد میں گرلز مڈل سکول قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں کلاسز کا اجراء کب تک ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 615گ۔ب فیصل آباد کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کی SNE کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔SNE کی منظوری کے بعد اس سکول میں سٹاف کی تعیناتی کے لئے اقدامات کئے جائیں گے تاکہ کلاسز کا اجراء ہو سکے۔

کالجز میں اساتذہ کے بچوں کے داخلے اور فیس میں رعایت کی بحالی

*4008: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایجوکیشن و دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کے لئے مخصوص کوٹا ہوتا تھا اور بچوں کے لئے فیس میں معافی ہوتی تھی جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو اساتذہ کرام پی۔ایچ۔ڈی کرنا چاہتے تھے ان کو بھی فیس میں رعایت دی جاتی تھی جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اساتذہ کرام کی ختم کردہ رعایت کو بحال کرنے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ایجوکیشن اور دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کے لئے مخصوص کوٹا ہوتا تھا جو کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی ایڈمیشن پالیسی کے تحت ختم کر دیا گیا ہے اس پالیسی کے تحت معذور اور سپورٹس کوٹے کے علاوہ تمام کوٹاجات ختم ہو گئے ہیں البتہ اساتذہ کے بچوں کے لئے فیس میں رعایت محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO(Coll)7-21/81 مورخہ 14-05-1987 کے تحت دی جاتی ہے جو برقرار ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ان اساتذہ جو پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں کے لئے مزید مراعات دینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، جس کے تحت study leave کے دوران 1/3 تنخواہ میں کٹوتی ختم کر دی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ گئی ہے۔ اس کے علاوہ سکالرشپ سکیم کے تحت پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ان سروس ٹیچرز کے لئے تمام یونیورسٹیوں کو حکومت پنجاب نے فنڈز مہیا کئے ہیں اس سکیم میں پی ایچ ڈی کے لئے leave with full pay ٹیوشن فیس اور ہوسٹل چارجز مہیا کئے جاتے ہیں۔

(ج) ایجوکیشن اور دوسرے کالجز میں اساتذہ کرام کے بچوں کا مخصوص کوٹا محکمہ کی ایڈمیشن پالیسی (میرٹ کے مطابق) وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد ختم کیا گیا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ، ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء

*4068: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاحال گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ میں ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج میں ایم۔ایس۔سی کلاسز کا اجراء کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ

سے بی ایس سی پاس کرنے والے طلباء کی سالانہ اوسط تعداد بہت کم ہے لہذا فی الوقت ایم ایس سی کلاسز کا اجراء ممکن نہ ہے تاہم اس کالج میں ایم اے انگریزی اور ایم اے سیاسیات کی کلاسز جاری ہیں۔

(ب) ضلعی حکومت شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق جیسے ہی بی ایس سی پاس کرنے والے طلباء کی تعداد محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے جاری کردہ معیار کے مطابق ہو گی، ایم ایس سی کلاسز کے اجراء کے لئے کیس محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو بھجوادیا جائے گا۔

لاہور بورڈ کی امتحانی فیسوں میں کمی کا مسئلہ

*4069: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور آئے دن امتحانی فیسوں میں اضافہ کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے لٹریسی ریٹ بڑھانے کا عہد کر رکھا ہے مگر متذکرہ بورڈ حکومت کی پالیسی کی خلاف ورزی کر رہا ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری سکول کی امتحانی فیس میں کمی اور مستحق اور نادار طلباء و طالبات کو فیس معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہیں ہے امتحانی فیسوں کا تعین پنجاب کابینہ کی میٹنگ مورخہ 2000-09-05 کے فیصلے کے تحت سالانہ امتحانات 2001 سے کیا گیا تھا جس کے بعد فیسوں کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت نے لٹریسی ریٹ بڑھانے کا عہد کیا ہوا ہے نیز بورڈ نے حکومت کی کسی پالیسی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

(ج) جز(الف)اور(ب)کا جواب ہاں میں نہیں ہے۔

پی پی۔73 جھنگ۔ سکولوں کی تعداد اور مسائل کی تفصیل

*4080: جناب علی حسن رضا قاضی: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔73 میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولوں کی عمارات تو موجود ہیں لیکن ان میں سٹاف نہ ہے؟

(ج) جن سکولوں میں سٹاف نہ ہے وہاں کب تک سٹاف تعینات کر کے ان سکولوں میں کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔73 ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

	پرائمری	مڈل	ہائی
بوائز	92	3	7
گرلز	78	7	3

(ب) ان میں سے چار بوائز اور سات گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات تو موجود ہیں لیکن ان میں سٹاف نہ ہے۔

(ج) بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ پر ان سکولوں میں سٹاف تعینات کیا جا سکے گا۔

فیصل آباد میں سکولوں کی تعداد اور ان میں فرنیچر کی فراہمی

*4093: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں ہائی، مڈل، پرائمری گرلز اور بوائز سکولوں کے تعداد کیا ہے جو اس وقت بھی ٹاٹ استعمال کر رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں فرنیچر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی

جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت 71 گرلز پرائمری، 539 بوائز پرائمری، 61 گرلز مڈل اور 31 بوائز مڈل سکولوں کے علاوہ 129 بوائز اور 85 گرلز ہائی سکولوں کے حصہ پرائمری میں فرنیچر میسر نہ ہے۔

(ب) ان سکولوں کو ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔

صحافیوں کے لئے تعلیمی وظائف

*4137: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ایسے صحافی جو اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہوں ان کے لئے تعلیمی اداروں کی فیس میں کوئی رعایت یا تعلیمی وظیفہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو کس شرح سے، نہیں تو کیا ایسا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

ایم۔اے/ایم ایس سی کی سطح پر دیگر 23 مضامین کے علاوہ Mass Communication کے Subject میں بھی میرٹ کی بنیاد پر خصوصی وظیفہ دیا جاتا ہے، جو ادارے کی ٹیوشن فیس اور اگر کوئی طالب علم ہاسٹل میں رہائش پذیر ہے تو اس کے ہاسٹل کی سالانہ فیس پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی طالب علم میرٹ پر ہو اور اس تعلیمی ادارے کا سربراہ وظیفہ کے لئے اس کا نام Recommend کرے تو اسے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال۔ گرلز پرائمری سکولز کی تاریخ تعمیر، لاگت اور سٹاف کی تفصیل

*4141: مخدوم سید مختار حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع خانیوال کے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نواب والا، لکسن آباد، گرلز P/S نور مرالی/سخی مرالی، گرلز P/S بلی والا، فرید پور کی عمارات کب تعمیر ہوئیں ان پر کتنی لاگت آئی اور اس وقت کون سا سٹاف تعینات ہے اگر سٹاف تعینات نہ ہے تو حکومت کب تعینات کرنا چاہتی ہے؟

وزیر تعلیم:

گرلز پرائمری سکول نواب والا موضع ککسن آباد اور گرلز پرائمری سکول نور مرالی بلی والا کی عمارات بالترتیب 29-05-1996 اور 27-06-1996 کو تعمیر ہوئیں۔ان کی تعمیر پر بالترتیب 4.70 ملین روپے اور 5.10 ملین روپے کی لاگت آئی۔ مذکورہ دونوں سکولوں کی SNE کی منظوری ہو چکی ہے ضلعی حکومت کی جانب سے بجٹ کی منظوری کے بعد ان سکولوں میں سٹاف تعینات کرنے کے اقدامات کئے جا سکیں گے۔

ضلع بہاولپور محکمہ تعلیم میں ہونے والی بھرتی کی تفصیلات

*4180: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع بہاولپور محکمہ تعلیم میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(و) کتنے افراد کو وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک درج ذیل افراد کو بھرتی کیا گیا:

Sr. No.	Name of Post	Category	Year	
			2002	2003

1	ESE(Male)	Male	372	97
2	ESE(Female)	Female	368	165
3	SESE	Male	71 Arts (M)	1
4	SESE	Female	31 Arts (F)	3
5	SESE	Male	-- Sc(M)	6
6	SESE	Female	-- Sc(f)	12
7	SSE	Male (Sc)	31 Sc (M)	7
8	SSE	Female (Sc)	30 Sc (F)	5
9	SSE	Male (Arts)	13 Eng (M)	10
10	SSE	Female(Arts)	10 Eng (F)	10
		Total	926	316

ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ نقل بھرتی پالیسی اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افراد کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تھی، اخبارات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) کسی بھی فرد کو وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی نہیں کیا گیا۔

محکمہ تعلیم میں تبادلہ جات کی مجاز اتھارٹی اور سیالکوٹ میں DEOs اور DY,DEOs کی تعیناتی کا مسئلہ

*4192: باؤ محمد رضوان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ تعلیم میں گریڈ 1 تا 20 کے تعیناتی اور اضافی چارج کے اختیارات کس کے پاس ہیں کیٹیگری وار بتایا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت کے تبادلہ پر پابندی کے باوجود کیا ضلعی حکومت تبادلہ جات کرنے کی مجاز ہے اگر ہے تو کس اتھارٹی / منظوری سے؟

(ج) صوبائی حکومت کی طرف سے تبادلہ جات پر عائد پابندی کے دوران ضلع سیالکوٹ میں کتنے مستقل / عارضی تبادلہ جات کئے گئے کتنے تبادلہ جات صوبائی حکومت کی منظوری اور کتنے بغیر منظوری کئے گئے تبادلہ جات کی فہرست کیٹیگری وار مع نام، عہدہ، جائے تعیناتی، آرڈر نمبر اور وجہ تبادلہ بیان کریں؟

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زاور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر ز کی تقرری کا کیا معیار ہے اور وہ مذکورہ عہدوں پر کتنا عرصہ کام کر سکتے ہیں۔ کیا ضلع سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ز اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ز اس معیار پر پورا اترتے ہیں نیز DEOs Dy.DEOs/کی ضلع سیالکوٹ میں کتنی پوسٹیں خالی ہیں بے شمار قابل آفیسر ز کے ہوتے ہوئے بھی ان پوسٹوں پر تعیناتی کیوں نہ کی جار ہی ہے، تفصیل بیان کریں؟

وزیر تعلیم:

(الف)

(کیٹیگری)

سکیل(1تا10)	سکیل(11تا16)	سکیل(17تا20)
ای ڈی او	ڈی سی او	صوبائی حکومت

(ب) صوبائی حکومت کے تبادلہ جات پر پابندی کے دوران تبادلہ جات نہیں کئے جاتے۔

(ج) تفصیل مستقل تبادلہ جات بابت سال 2004 عارضی تبادلہ جات

تفصیل مستقل تبادلہ جات بابت سال2004					عارضی تبادلہ جات
H.M(M/F)	SST(M)	EST(M/F)	PTC(M/F)	میزان	--
06	15	22	85	128	کوئی نہیں

(د) ڈسٹرک ایجوکیشن آفیسر کی تقرری کا معیار(BS-19)اور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (BS-18)ہے اور عرصہ تعیناتی تین سال ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں تعینات شدہ اس معیار پر پورا اترتے ہیں، البتہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) ایلیمنٹری اسامی خالی ہے۔

سرکاری سکولوں کی نگرانی سے متعلق NGOs کا دائرہ کار

*4206: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راوی ٹاؤن لاہور میں حکومت نے سرکاری سکولز کو "کیئر" جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے کی نگرانی میں دیا ہے تاکہ وہ سکولوں کی بہبود کے لئے منصوبہ بندی مرتب کریں مذکورہ سکولوں کی کل تعداد اور ان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ادارہ "کیئر" کے کارپردازوں نے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ راوی ٹاؤن لاہور سے جو کہ پہلے ہی سٹاف کی کمی کا شکار ہے ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر چند ٹیچرز کو تبدیل کرانے کی سفارش D.C.O لاہور سے کی ہے جس میں پرنسپل سکول ہذا کی رائے یا منظوری نہ لی گئی ہے کیا ادارہ کو یہ حق گورنمنٹ نے دیا ہے کہ سٹاف کی تقرری یا تبادلہ میں ملوث ہو سکولوں سے متعلق ادارہ "کیئر" کا دائرہ کار یا ذمہ داری بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے 'Care' نامی NGO نے راوی ٹاؤن کے 76 سکولوں کو adopt کیا ہے جن کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) Adopt کرنے والی NGOs سکولوں کو بنیادی سہولیات اور سٹاف فراہم کرتی ہیں مزید برآں NGOs سکولوں کی بہتری کے لئے اساتذہ کے تبادلوں کی سفارشات بھی ضلعی حکومت کو پیش کرتی ہیں، جن پر عمل کرنا ضلعی حکومت کی صوابدید ہے۔

بھکر، جھمبٹ جنوبی، پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن

*4220: محترمہ نجمی سلیم: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر کا گاؤں جھمبٹ جنوبی میں 1934 سے قائم پرائمری سکول کو آج تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کو مڈل تک اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں

تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) جھمجٹ جنوبی ضلع بھکر میں بوائز پرائمری سکول 1952 میں قائم ہوا تاہم یہ درست ہے کہ اسے تاحال اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا اترتا ہے لہذا ضلعی حکومت بھکر کو اس سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، خواتین کالجز کی تعداد، نام
اور مزید کالجز میں سائنس کلاسز کے اجراء کی تفصیل

*4270: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے خواتین کالجز کس کس جگہ کس کس نام سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) جن کالجوں میں بی ایس سی کی کلاسز شروع ہیں ان کے نام اور ہر کالج میں بی ایس سی کی کلاسز میں طالبات کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر کی تقریباً 15 لاکھ کی آبادی کے لئے شہر میں صرف ایک خواتین کالج میں بی ایس سی کی کلاسوں میں طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں طالبات نزدیکی بڑے شہروں کا رخ کرتی ہیں اور والدین کو اضافی بوجھ برداشت کرنا پڑتے ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گوجرانوالہ شہر کے دیگر کالجوں میں بھی بی ایس سی کی کلاسیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں خواتین کے آٹھ کالجز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

(ii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

(iii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین نیائیں چوک گوجرانوالہ سٹی

(iv) گورنمنٹ کالج برائے خواتین نظام آباد وزیر آباد
(v) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ کامونکی
(vi) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ قلعہ دیدار سنگھ
(vii) گورنمنٹ کالج برائے خواتین جی ٹی روڈ نوشہرہ ورکاں
(viii) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جی ٹی روڈ علی پور چٹھہ

(ب) صرف گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بی ایس سی کی کلاسز جاری ہیں اس کالج میں B.Sc میں داخل طالبات کی تعداد درج ذیل ہے:۔

تھرڈ ایئر	240
فورتھ ایئر	189

(ج) درست نہ ہے گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بی ایس سی کی کلاسز جاری ہیں۔ ضلعی حکومت گوجرانوالہ کی رپورٹ کے مطابق کل 234 طالبات نے گوجرانوالہ بورڈ کا ایف ایس سی کا سالانہ امتحان پاس کیا ہے ان میں سے کچھ طالبات نے میڈیکل کالجز اور کچھ نے انجینئرنگ یونیورسٹیز میں داخلہ لے لیا ہے باقی طالبات کسی بھی نزدیکی شہر میں داخلہ نہیں لیتیں کیونکہ ان تمام طالبات کو PT گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں داخلہ مل جاتا ہے، ہمارے DATA کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	107
(ii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ	22
(iii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ سٹی	31
(iv)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وزیر آباد	30
(v)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کامونکی	18
(vi)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین قلعہ دیدار سنگھ	12
(vii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین نوشہرہ ورکاں	02
(viii)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین علی پور چٹھہ	12
	کل تعداد	234

(د) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین گوجرانوالہ سٹی میں 52.87 لاکھ روپے کی لاگت سے B.Sc کے لئے چار لیبارٹریز سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تعمیر ہو چکی ہیں گورنمنٹ ڈگری

کالج برائے خواتین پیپلز کالونی گوجرانوالہ کی بلڈنگ تقریباً مکمل ہو چکی ہے اس میں بھی بی ایس سی کے لئے لیبارٹریز تعمیر کی گئی ہیں یہ بلڈنگ رواں مالی سال میں محکمہ تعلیم کے حوالے کر دی جائے گی ضلعی حکومت نئے تعلیمی سال سے ان کالجوں میں بی ایس سی کی کلاسز کا اجراء کر دے گی۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4306: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور میں مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	تاریخ تقرری	ایڈریس
ظہور الٰہی ولد کرم الٰہی	کمپیوٹر آپریٹر	12	بی کام/MCSE	قصور	15-11-03	مکان نمبر 1-12 سٹریٹ نمبر 23 مین روڈ دھور کوٹ قصور
محمد طاہر ولد محمد یعقوب	سٹینو گرافر	12	ایم اے	لاہور	15-11-03	مکان نمبر 250/ایل ڈی اے فاضلیہ کالونی لاہور
نور حسین ولد منظور حسین	نائب قاصد	1	مڈل	لاہور	09-02-04	محلہ قریشیاں، جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

ان کے علاوہ ایک کنسلٹنٹ (بی ایس 19) کنٹریکٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) میرٹ حکومت پنجاب کی مروجہ بھرتی پالیسی 2003 کے تحت بنایا گیا میرٹ پالیسی اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے سکیل نمبر 1 تا 12 (سٹینو گرافر اور کمپیوٹر آپریٹر) درج ذیل تھی۔

نمبر شمار	افسر کا نام	گریڈ	عہدہ	
1-	جناب صبغت منصور	20	مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور	چیئرمین
			(حالیہ تقرری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد)	ممبر
2-	جناب نصر اللہ خان بلوچ	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
3-	جناب کرم داد خان	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)"	ممبر

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے سکیل 1 تا 12 (نائب قاصد) درج ذیل تھی۔

نمبر شمار	افسر کا نام	گریڈ	عہدہ	
1-	جناب صبغت منصور	20	مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن لاہور	چیئرمین
			(حالیہ تقرری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اسلام آباد)	ممبر
2-	جناب ڈاکٹر راشد منصور	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
3-	جناب نصر اللہ خان بلوچ	19	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (PE/F&A) "	ممبر
4-	جناب کرم داد خان	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)"	ممبر

(د) بھرتی اخبارات میں D.G.P.R کے توسط سے باقاعدہ اشتہار دیکر کی گئی۔ کمپیوٹر آپریٹر اور سٹینو گرافر کی اسامیوں کے لئے روزنامہ دن مورخہ 2- ستمبر 2003 میں اشتہار دیا گیا جبکہ نائب قاصد کی اسامی کے لئے روزنامہ "جنگ" مورخہ 18- جنوری 2004 میں اشتہار دیا گیا۔ اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

خانیوال۔ گورنمنٹ کالج میں ماسٹر کلاسز کا اجراء

*4310: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ خانیوال کے کسی بھی کالج میں طلباء کے لئے ایم۔اے کلاسز موجود نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج خانیوال میں طلباء کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج خانیوال میں ایم۔اے کلاسز شروع کرنے کے لئے سہولتیں

موجود ہیں؟

(د) اگر درج بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک گورنمنٹ کالج خانیوال میں ایم۔اے کلاسز شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے مذکورہ کالج میں پچھلے تین سالوں میں طلباء کی تعداد درج ذیل ہے:۔

تعلیمی سال	طلباء کی تعداد
2002-03	2545
2003-04	2281
2004-05	2238

(ج) درست نہ ہے ضلعی حکومت خانیوال کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کالج میں کمروں کی تعداد کم اور دیگر ضروری سہولتیں موجود نہ ہیں۔

(د) ایجوکیشن devolved subject ہے۔ ضلعی حکومتیں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے جاری کردہ criteria کی روشنی میں ضلع کی آبادی و تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کالجز کے قیام اور ان کی Up-gradation کے منصوبے تیار کرتی ہیں۔ ضلعی حکومت خانیوال کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ کالج میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کا منصوبہ ضلعی حکومت خانیوال کے زیر غور ہے باضابطہ کارروائی کے بعد اسے ضلعی ترقیاتی منصوبہ جات میں شامل کیا جاسکے گا۔

صوبہ میں پی ایچ ڈی کرنے کی سہولیات اور پی ایچ ڈی کرنے والوں کی سالانہ تعداد

*4435: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے صوبہ بھر میں ہر سال کتنے افراد کو پی۔ایچ۔ڈی کروانے کی سہولیات دی ہوئی ہیں اور آئندہ مالی سال میں کتنے مزید افراد کو ایسی سہولت دی جائے گی؟

(ب) صوبہ بھر کی یونیورسٹیوں میں پی۔ایچ۔ڈی کرنے والے افراد کی سالانہ تعداد کیا ہے؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کتنے افراد کے لئے قانون میں پی۔ایچ۔ڈی کرنے کی سہولت ہے اور کیا سرکاری ملازم بھی قانون میں پی۔ایچ۔ڈی کر سکتا ہے اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حکومت پنجاب نے ہر سال پبلک یونیورسٹیز میں 100 کالج اساتذہ کو پی ایچ ڈی کروانے کی سہولت مہیا کی ہے اور آئندہ بھی یہ سہولت جاری رہے گی۔

(ب) صوبہ بھر کی پبلک یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی کرنے والے افراد کی تعداد 1783 ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں قواعد کے مطابق قانون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کم از کم 5 طالب علموں کا ہونا ضروری ہے سرکاری ملازمین پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں اور ان کے لئے شرائط عام افراد جیسی ہی ہیں۔

لاء کالج پنجاب یونیورسٹی میں ایل ایل ایم اور پی ایچ ڈی کے لئے دستیاب سہولیات کی تفصیل

*4436: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں ایل ایل ایم کرانے کی سہولت محدود سطح پر صرف صبح کے وقت موجود ہے کیا حکومت پنجاب یہ کلاسیں شام کے وقت بھی کرانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کالج مذکورہ سے قانون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کیا شرائط ہیں اور کتنے طلباء کو ایک وقت میں ایسی سہولت دستیاب ہے۔ کتنے طلباء ایک سال میں پی ایچ ڈی کرتے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج LLM کرانے کی سہولت صرف صبح کی کلاسوں میں ہے، شام کے وقت LLM کی کلاسیں شروع کرنے کا معاملہ متعلقہ باڈیز کے زیر غور ہے۔

(ب) قواعد کے مطابق Ph.D کے لئے کم از کم پانچ طلباء کا ہونا لازمی ہے اس سال صرف چار طلباء نے Ph.D کے لئے انٹری ٹیسٹ qualify کیا تھا لہذا اب دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے اگر طلباء کی تعداد قواعد کے مطابق پوری ہو جاتی ہے تو Ph.D کی کلاس کا آغاز کر دیا جائے گا۔

صوبہ میں 1999 تا حال، چارٹر کی گئی یونیورسٹیوں کی تفصیل

*4515:جناب محمد آجاسم شریف:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں1999 سے اب تک کن کن یونیورسٹیوں نے چارٹر کے لئے درخواستیں دیں ان کی فہرست تاریخ وار اور سپانسرز کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) مذکورہ بالا میں سے کن کن یونیورسٹیوں کو چارٹر دے دیا گیا تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) جن یونیورسٹیوں کو1999 سے اب تک چارٹر نہیں دیا گیا ان کی تفصیل نیز کیا حکومت ان کو چارٹر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) صوبہ پنجاب میں اب تک62 پرائیویٹ اداروں نے یونیورسٹی/انسٹیٹیوٹ چارٹر کے لئے درخواستیں دیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا میں سے10اداروں کو یونیورسٹی/انسٹیٹیوٹ کا چارٹر دیا گیا ہے۔ تفصیل مع تاریخ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا62اداروں میں سے جن کو چارٹر نہیں دیا گیا ان کی تفصیل جز ہائے بالا(الف) میں بیان کر دی گئی ہے جو نہی یہ ادارے حکومت کے منظور شدہ Norms & Criteria کے معیار کے مطابق پورا اتریں گے تو ان کو چارٹر مہیا کر دیا جائے گا۔

پی پی-253، مظفر گڑھ، انٹر اور ڈگری کالجز(بوائز/گرلز)کا قیام

*4596:جناب احسان الحق احسن نولاٹیا:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ253 مظفر گڑھ میں2 گرلز اور6 بوائز ہائی سکول ہیں اور کوئی انٹر یا ڈگری کالج برائے گرلز یا بوائز نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقہ میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے انٹر اور ڈگری کالجز برائے بوائز اور گرلز قائم کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) جی ہاں! حلقہ 253 مظفر گڑھ میں دو گرلز اور چھ بوائز ہائی سکولز ہیں۔ کوئی انٹر یا ڈگری کالج برائے گرلز یا بوائز نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک سرور شہید کا C.M Directive 10، جون 2005 کو جاری ہوا، جس کے نتیجے میں 96 کنال رقبہ کالج کے لئے مختص کیا گیا ہے، کالج بنانے کے لئے PC-I مکمل کیا گیا ہے، وہاں پر 2002 سے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول انٹر لیول کی تعلیم فراہم کر رہا ہے۔ رواں تعلیمی سال میں انٹر کا امتحان دینے والی طالبات پاس ہو سکیں۔ اس پس منظر وہاں پر نئے کالج کی تعمیر کا منصوبہ فی الحال خاطر خواہ نتائج کا حامل نہ ہو گا۔

تحصیل جتوئی، مظفر گڑھ فروغ تعلیم کے لئے وقف اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*4604: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سردار کوڑے خان نے بچوں کی تعلیم کے لئے تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں اراضی وقف کی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ زمین کتنی تھی اور کب وقف کی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین سے آمدن حاصل کی جا رہی ہے اگر ہاں تو گزشتہ 10 سالوں میں کتنی آمدن حاصل ہوئی اور کہاں کہاں خرچ ہوئی نیز اس کی آمدن بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) سردار کوڑے خان نے یہ رقبہ بچوں کی تعلیم اور مفلس لوگوں کی فلاح و بہبود اور علاج معالجہ کے لئے ضلع کونسل کو وقف کیا تھا۔

(ب) تقریباً 86 ہزار کنال زرعی زمین واقع ضلع راجن پور، ضلع ڈیرہ غازی خان اور ضلع مظفر گڑھ مورخہ 15۔اکتوبر 1894 کو ضلع کونسل مظفر گڑھ کو وقف کی گئی۔

(ج) چونکہ یہ رقبہ ضلع کونسل مظفر گڑھ کے نام وقف ہے لہذا محکمہ تعلیم جز(ج) سے متعلق معلومات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں گرلز کالجز اور سٹاف کی تفصیل

*4628:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کتنے گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ہیں حکومت ان کو Upgrade کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ان کی مکمل تعداد مع سٹاف بیان کی جائے؟

(ج) کیا ان کالجوں میں عملے کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کالجوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے تیار ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کوئی گرلز انٹر کالج نہیں ہے۔

(ب) غیر متعلقہ۔

(ج) غیر متعلقہ۔

(د) غیر متعلقہ۔

تعلیمی اداروں کی ڈی نیشنلائزیشن کے بعد متعلقہ ادارہ کو واپسی کی پالیسی

*4640:جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ سینٹ تھامس سکول چک 51،گ۔ب خوش پور سمندری کی denationalization کے بعد متعلقہ مشنری ادارہ کو واپس نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) حکومت اس اسکول کی واپسی کے بارے میں کیا پالیسی رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ سینٹ تھامس سکول چک 51، گ۔ب خوش پور سمندری کو دیگر غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے ہمراہ 1972 میں قومی تحویل میں لیا گیا۔ حکومت پنجاب کی جانب سے 1996 میں بنائی گئی پالیسی کے تحت قومیائے گئے تعلیمی اداروں کو ان کے مالکان / سابقہ انتظامیہ کو واپس کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں۔ سینٹ تھامس سکول کی انتظامیہ کی جانب سے موصول ہونے والی درخواست کو سکروٹنی کمیٹی نے اپنی میٹنگ مورخہ 1997-04-05 کو اس بناء پر نامنظور کر دیا کہ درخواست گزار سکول کے قومیائے جانے سے قبل زمین کی ملکیت ثابت نہیں کر سکے۔

(ب) اب حکومت نے تمام نیشنلائزڈ سکولوں کے متعلق نئی پالیسی جاری کی ہے جس کے تحت سابقہ مالکان/انتظامیہ درخواست دے سکتے ہیں ایسی درخواستوں پر غور و خوض کے لئے محکمہ میں سکروٹنی کمیٹی، جس کے سربراہ ایڈیشنل سیکرٹری (جنرل) ہیں، تشکیل دی گئی ہے جو چھان بین کے بعد سکول کی واپسی کے متعلق سفارشات اتھارٹی کو منظوری کے لئے بھجوائے گی۔ مندرجہ بالا سکول کی واپسی کے متعلق جناب جوزف کٹس ایم پی اے نے بھی بذریعہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ درخواست بھجوائی ہے جو محکمہ میں زیر غور ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ، منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4645: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت مذکورہ سکول میں کام کرنے والے افراد کے نام اور عہدہ جات بیان فرمائیں؟

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک مذکورہ سکول سے کتنے اساتذہ کو ٹرانسفر کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کلرک اور درجہ چہارم کے ملازمین کو حال ہی میں ٹرانسفر کرنے کے علاوہ سائنس ٹیچر کی attachment ڈپٹی۔ڈی ای او چنیوٹ کے ساتھ کر دی گئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ سکول کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 128 چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	H.M	SST	EST	SV	PET	DM	AT	PTC	J/C	C:IV
تعداد	1	3	2	2	1	1	1	3	1	7

ان میں سے ہیڈ ماسٹر، ایس وی، جونیئر کلرک اور ایک ملازم درجہ چہارم کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک اس سکول میں کام کرنے والے کسی استاد کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) تبادلہ جات پر عائد پابندی کے خاتمہ پر مذکورہ سکول میں خالی اسامیاں پُر کی جا سکیں گی۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں

The Punjab Prohibition of Kite Flying Bill 2006.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ اب چودھری محمد ارشد صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا

چوہدری محمد ارشد: میں

The University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006 (Bill No 25 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ اب ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت سال 2006 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: میں تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 پیش کردہ۔۔۔

(اذان عشاء)

ملک نذر فرید کھوکھر: میں تحریک استحقاق نمبر 50 بابت سال 2005 پیش کردہ جناب حفیظ اللہ خان ایم پی اے اور تحریک استحقاق نمبر 3 بابت 2006 پیش کردہ مہر اشتیاق احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اب Call Attention Notices take up کئے جاتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice نمبر 779 جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

سیالکوٹ میں ڈکیتی کی واردات میں میجر زرینہ محسن کی ہلاکت

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17-اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق اگوکی سیالکوٹ کے علاقہ لودھرے دھتل روڈ پر ڈاکوؤں نے ڈکیتی میں مزاحمت پر میجر زرینہ محسن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) اگر اس واقعہ کا مقدمہ درج ہوا تو کس تھانہ میں؟

(ج) کیا پولیس نے اس واردات میں ملوث ملزمان کو ٹریس کر لیا ہے، اگر ہاں تو ان ملزمان کے نام اور پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس مقدمہ کے تفتیشی پولیس ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں۔

(ہ) کیا حکومت اس واردات کے ملزمان کو گرفتار کر کے انہیں سزا دلوانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ بمطابق ایف آئی آر مورخہ 14- اکتوبر 2006 کو اگوکی سیالکوٹ کے علاقے لودھرے دھتل روڈ پر نامعلوم ملزمان نے سوزوکی کار میں سوار مسماۃ زرینہ محسن اور اس کے خاوند محسن اشرف کو روک کر لوٹنے کی کوشش کی جبکہ ملزمان نے زرینہ محسن سے پرس چھیننے کے بعد فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں زرینہ محسن شدید مضروب ہوئی جو بعد ازاں ہسپتال میں دم توڑ گئی۔

(ب) اس واقعہ کے مقدمہ نمبر 557/2006 مورخہ 14-10-2006 بجرم 392/302 ت پ تھانہ اگوکی میں درج رجسٹر ہوا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چونکہ اس کیس میں کسی بھی ملزم کو نامزد نہیں کیا گیا تھا۔ یہ ایک blind murder تھا لیکن پولیس نے دن رات محنت کر کے ایک ملزم کو گرفتار کیا جس کی نشاندہی پر باقی تین ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ فی الحال میں ایوان میں اس لئے ان کے نام نہیں بتانا چاہوں گا کہ ابھی اس کیس میں تین ایسے ملزمان ہیں جنھیں ہم نے گرفتار کرنا ہے لہذا میں ان کے نام معزز رکن کو بتا دوں گا۔ اب میں

جز(د) کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

(د) اس مقدمہ کا تفتیشی افسر محمد اکرم سب انسپکٹر تھانہ اگوکی گریڈ 14 ہے جو زیر نگرانی ایس ایچ او تھانہ اگوکی اور SDPO/ASP تھانہ صدر سیالکوٹ تفتیش عمل میں لا رہا ہے۔

(ہ) جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس سلسلے میں پولیس کافی حد تک ملزمان کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام ملزمان کی گرفتاری کے بعد مقدمے کو یکسو کر کے چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن میں اس میں فی الحال معزز رکن سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور جو ابھی گرفتار کرنے ہیں ان کے نام بھی انھیں بتا دوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس وقت اس مقدمے کے ملزمان کے نام نہ بتاؤں تو یہ اس مقدمے کے larger interest میں ہے۔ میں معزز رکن کو یہ ضرور یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ باقی ملزمان کو بھی بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ یہ ایک blind murder تھا۔ جہاں ہم تنقید کرتے ہیں وہاں ہمیں حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہئے لہذا میں حکومت اور راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جس ایس ایچ او اور جس تفتیشی افسر نے یہ کیس ٹریس کر کے ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ حکومت ان کو کوئی انعام یا کم از کم تعریفی سرٹیفکیٹ دے۔ میں اس کے علاوہ راجہ صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ جو باقی دو تین ملزمان ہیں ان کو بھی جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ بہت۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سارے ملزمان گرفتار ہو جائیں گے اور اس کی تفتیش سامنے آ جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر صورت میں ان پولیس افسران کی حوصلہ افزائی ہو گی جو یہ اہم کام سرانجام دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا Call Attention Notice No. 780 حاجی محمد اعجاز صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب اور رانا آفتاب احمد خان صاحب کا ہے۔

شالامار لاہور۔ گھر میں ماں کا چار بچوں سمیت قتل

780: حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر اور رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کے مطابق شالامار لاہور میں نوجوان خاتون کو چار بچوں سمیت بے دردی سے قتل کر کے ان کی نعشوں کو بجلی کا کرنٹ لگایا گیا؟

(ب) اس واقعہ کی ایف آئی آر کس تھانہ میں درج ہوئی اور اس سلسلہ میں اب تک کون کون سے ملزم گرفتار ہوئے ہیں؟

(ج) ان ملزمان کے خلاف کن کن دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی؟

(د) کیا حکومت ان کو دہشت گردی کی عدالت میں کیس چلوا کر سزا دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس واقعہ کے متعلق مقدمہ نمبر 642/2006 مورخہ 19۔اگست 2006 تھانہ شالامار میں درج ہوا۔ مقدمہ ہذا میں ملزم محمد ریاض ولد محمد یوسف قوم ماچھی سکنہ اکبر شہید روڈ قائداعظم پارک کوٹ لکھپت لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا جا چکا ہے۔اس کو ایف آئی آر میں nominate کیا گیا تھا اور اس کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(ج) ملزم محمد ریاض کے خلاف بجرم 302/324 ت پ دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

(د) ملزم کے خلاف مقدمہ مورخہ 09-11-2006 کو چالان انسداد دہشت گردی عدالت نمبر 4 برائے سماعت ارسال کیا جا چکا ہے۔اس میں مزید گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی آئندہ تاریخ پیشی جو ہے 22-11-2006 ہے اور کورٹ نمبر 4 میں یہ مقدمہ چل رہا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمے کی بھرپور طریقے سے ہم پیروی کریں گے اور ملزم کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب کی تحریک استحقاق move ہو چکی تھی اور یہ اس اجلاس تک کے لئے pending تھی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! یہ تحریک استحقاق move ہو چکی تھی اور اس کا جواب وزیر قانون صاحب نے دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں بھی کچھ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ تشریف رکھیں۔ محترمہ لیلیٰ مقدس۔ تحریک استحقاق نمبر 48- یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ تحریک move ہو چکی ہے اور آج بھی میری محترمہ سے بات ہوئی ہے اور ان سے request کی ہے کہ کل میں کسی بھی وقت اس متعلقہ آفیسر کو بلا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کی دادرسی ہو گی اور جو بھی ان کی grievance ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ میں دور کرواؤں گا اگر محترمہ مطمئن نہ ہوئیں تو میں پھر جناب کی خدمت میں گزارش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو پھر pending کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک محترمہ ثمینہ نوید ایڈووکیٹ کی ہے یہ بھی move ہو چکی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ وہ محترمہ جن کے خلاف میں نے تحریک استحقاق دی تھی انہوں نے وزیر تعلیم کے چیمبر میں آکر excuse کر لیا تھا لہذا میں اپنی تحریک استحقاق کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک استحقاق dispose of ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق چودھری محمد شفیق انور صاحب کی ہے۔ یہ بھی move ہو چکی تھی اور اس اجلاس تک کے لئے اس کو pending کیا گیا تھا۔ اس تحریک استحقاق کا نمبر 50 ہے۔

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کے دوران بھی اسی تحریک استحقاق کے متعلق میں نے گزارش کی تھی اور یہ مناسب ہوگا کہ آپ اسے ابھی pending فرما لیں اور اپنے چیمبر میں میٹنگ رکھ لیں۔ میں اس کو oppose کرنے کے حوالے سے نہیں بلکہ technically بات کر رہا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ایک ایسے ادارے سے متعلق ہے جو ہماری jurisdiction میں نہیں آتا لیکن at the same time ہماری یہ خواہش ہے کہ معزز رکن کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کا بھی کوئی حل نکلنا چاہئے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنے چیمبر میں میٹنگ رکھ لیں میں بھی حاضر ہو جاؤں گا معزز رکن بھی تشریف لے آئیں لیڈر آف اپوزیشن اگر تشریف لانا چاہتے ہیں وہ بھی تشریف لے آئیں جو بھی آپ اس کا حل نکالیں گے وہ میرے لئے قابل قبول ہوگا۔ میں اس کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری استدعا ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے چیمبر میں میٹنگ بلا کر ہمیں سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! یہ تحریک الیکشن کمیشن کے بارے میں تھی جو راجہ صاحب نے کہا ہے کہ اگر اس میں کوئی ٹیکنیکل بات ہے اور جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ وہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔ پہلے تو میری گزارش ہے کہ اگر کمیٹی کو بھیج دی جائے تو بہت مہربانی ہو گی لیکن جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں اگر کوئی آئینی مسئلہ ہے تو آپ کے چیمبر میں بھی بیٹھ کر اس پر بات کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت تو تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے وعدہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے بات کرنے سے پہلے میں نے اسے close کر دیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے وعدہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آج take up کروں گا ابھی اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ابھی اجلاس چل رہا ہے انشاء اللہ اس کو بھی take up کریں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب تحریک التوائے کار نمبر 744---

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ on his behalf move کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں پہلے یہ ختم کر لیں پھر اس کے بعد آپ بات کریں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 621 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس کا نمبر 821 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 821۔

گئوشالہ فیصل آباد میں پٹرول پمپس مالکان کا گرین بیلٹ مسمار کرنے پر ٹریفک کا نظام درہم برہم

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈجکوٹ روڈ نزد موڑ گئو شالہ فیصل آباد پر نصب پٹرول پمپ کی انتظامیہ مالکان نے اپنے کاروبار میں اضافہ کرنے کے لئے دورویہ ڈجکوٹ روڈ جو شہر فیصل آباد کی مصروف ترین سڑک ہے، کی گرین بیلٹ جو سڑک کی تعمیر کے وقت original planning کے مطابق تعمیر ہوئی تھی کو سیاسی اثر ورسوخ و مالی منفعت مقامی لوکل کونسل کے ذمہ داران سے مسمار کروادیا اور پٹرول پمپ کو دورویہ سڑک کے دونوں طرف connect کر لیا ہے۔ جس کا ممکنہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں نہ صرف ٹریفک معطل رہتی ہے بلکہ حادثات روزانہ کا معمول ہیں۔ متعدد شہری زخمی ہوئے ہیں اور دو کی اموات ہو چکی ہے لیکن حکومت اہل علاقہ کی شکایات اور حادثات کی خبروں کے باوجود اس طرف توجہ دینے سے گریزاں ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التواء کار نمبر 822 بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

سر سید ٹاؤن فیصل آباد میں انسانی اعضاء کی فروخت کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث گروہ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا غیر قانونی، غیر انسانی سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور تکلیف دہ امر یہ ہے کہ اکثر صورتوں میں غربت کا شکار انسان اپنی دنیاوی ضروریات یا بھوک و افلاس انتہائی سطح سے اوپر آنے کے لئے اپنے جسمانی اعضاء گردے فروخت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن ہسپتالوں (نجی و سرکاری) میں ایسے مافیاز پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے اسے ایک منافع بخش کاروبار بنا رکھا ہے اور گردہ لینے transplant کروانے والے سے قیمت لاکھوں میں وصول کر کے ادائیگی ہزاروں میں کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ بھی نہیں دیتے۔ ایسا ہی ایک واقعہ میرے حلقہ کے ایک رہائشی نوجوان مسمی ندیم ولد محمد منیر سکنہ مکان نمبر 648 سر سید ٹاؤن کے ساتھ پیش آیا ہے۔ جو داتا صاحب سلام کرنے کے لئے آیا ہے کہ وہاں پر اسے زبردستی اغواء کر کے میو ہسپتال میں admit کر کے اس کا گردہ نکال لیا گیا اور ایک ہفتہ داخل رکھ کر فارغ کر دیا گیا۔ ان حالات سے عوام میں اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے لیکن حکومت اس گھناؤنے غیر قانونی کاروبار کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کر رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ ایک چیز محترم وزیر صحت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ میرے پاس میو ہسپتال کی ڈسچارج سلپ ہے۔ اس میں اس بچے کو وہاں سے زبردستی اغواء کر کے 10-05-06 کو یہاں پر داخل کیا گیا اور تقریباً ایک ہفتے کے بعد اسے وہاں سے ڈسچارج کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی والدہ نے مختلف جگہوں پر درخواستیں دیں اور شکایات کیں۔ انھوں نے ایک درخواست چیف منسٹر کو بھجوائی۔ وہ درخواست روٹین میں مارک ہوتی ہوتی میو ہسپتال میں ہی چلی گئی تو جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا انھوں نے خود ہی اپنے خلاف انکوائری کی اور خود کو انھوں نے بیگناہ پایا اور اس کے اوپر انھوں نے رپورٹ کر دی کہ اس میں کوئی میرٹ نہیں پایا جاتا۔ یہ صورتحال ہے۔ اس پر ہیلتھ منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بہت سنگین الزام ہے۔ اگر اس میں درستی ہوئی تو ہم یقیناً اتنی ہی سخت کارروائی کریں گے۔ اس وقت ہسپتال کی طرف سے جواب نہیں ہے۔ اگر آپ اسے کل تک pending کر دیں تو میں کل اس کا جواب بھی دوں گا اور اگر یہ درست ہوا تو ہم اس پر انتہائی سخت کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک Monday تک pending کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 827 حاجی محمد اعجاز صاحب کی ہے۔

کنگن پور قصور میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت پر انتظامیہ کی سرد مہری

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16-اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق موضع نین والی جاگیر کا رہائشی نوجوان اپنی موٹر سائیکل نمبر LXA-3779 پر علی الصبح اپنے گاؤں کنگن پور ضلع قصور جا رہا تھا کہ راستہ میں مسلح ڈاکوؤں نے اسے روکنے کی کوشش کی نہ رکنے پر انھوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہو گیا اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ مقتول پانچ بچوں کا باپ تھا مقدمہ درج ہونے کے باوجود پولیس ابھی تک ان ڈاکوؤں کا سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ پولیس کی اس ناکامی پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کے مختصر حالات اس طرح ہیں کہ مدعی محمد حنیف نے ایک درخواست بنام چار کس نامعلوم ملزمان گزاری کہ مورخہ 2006-10-14 کو وہ ہمراہ برادر حقیقی محمد اشرف منظور احمد، نذیر احمد سکنہ دیہہ نین والی جاگیر روزہ افطاری کے بعد گاؤں کی مسجد کے پاس کھڑے تھے کہ اسی

دوران محمد یاسین نے آکر بتایا کہ وہ سانده سے بسواری موٹر سائیکل نمبری LXA-3779 یاما ہا گھر کی طرف آرہا تھا کہ گاؤں کے باہر ریلوے پھاٹک کے قریب چار کس نامعلوم افراد نے اس کو روک کر موٹر سائیکل چھین لی جو یہ اطلاع پاکر چاروں یاسین کے ہمراہ کار میں بیٹھ کر ملزمان کے تعاقب میں نکلے اور راستے میں ان کی ملزمان سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ ملزمان کو للکارا جنھوں نے اپنے اسلحے سے سیدھی فائرنگ شروع کر دی۔ جس سے محمد اشرف شدید زخمی ہو کر گر پڑا۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے موٹر سائیکل پر بھاگ گئے اور مدعی کا بھائی محمد اشرف زخموں کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہو گیا۔

جناب سپیکر! اس وقوعہ کی اطلاع ملنے پر مقامی پولیس نے مقدمہ نمبر 550 مورخہ 14-10-2006 کو بجرم 302/392 درج کیا۔ اس کی اب تفتیش کی جا رہی ہے اور تاحال اس میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی لیکن تفتیشی افسر سے ہمیں جو رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کے مطابق کچھ مشتبہ افراد کو انھوں نے شامل تفتیش کیا ہے لیکن فی الحال اس مقدمہ میں انھیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ ان کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ وہ جلد از جلد ملزمان کو trace کریں لیکن اس میں مشکل یہ ہے کہ ملزمان نامعلوم ہیں۔ ان کی شناخت بالکل نہیں بتائی گئی اور نہ ہی کسی کا نام پتا دیا گیا ہے۔ میں معزز رکن کو بھی اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کوئی سستی نہیں برتی جائے گی بلکہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس بھرپور طریقے سے کوشش کر رہی ہے۔ اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا تاکہ ملزمان جلد گرفتار ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 831 لالہ شکیل الرحمن اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔

گوجرانوالہ کوٹ لدھا میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کوٹ لدھا کے نواحی گاؤں پیرو کی کلاں کا رہائشی 30 سالہ فاروق ولد محمد اشرف عید الفطر منانے کے لئے کویت سے اپنے گھر آیا ہوا تھا کہ رات کو ڈاکو ان کے گھر میں گھس گئے فاروق نے موبائل فون کے ذریعے اپنے سسرال کو بتانے کی کوشش کی مگر کال کٹ گئی۔ جس پر سسرالیوں نے

خود اسے فون کر دیا تو فون کی بیل کی آواز ڈاکوؤں نے سن کر اسے گولی مار دی۔ اسے سول ہسپتال گوجرانوالہ سے لاہور منتقل کر دیا گیا۔ جہاں وہ دم توڑ گیا۔ ڈاکوؤں نے مقتول کی ہمشیرہ بشریٰ بی بی کی طلائی بالیاں چھین لیں اور فرار ہو گئے۔ کوٹ لدھا پولیس نے مقدمہ کا اندراج تو کر لیا ہے مگر ابھی تک ان ڈاکوؤں کا سراغ لگانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ اسے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 833 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک التوائے کار پڑھنے سے پہلے میں ایک گزارش کروں گا کہ گوجرانوالہ کے ایک اہم مسئلے کے متعلق میں نے تحریک التوائے کار دی تھی۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں تقریباً تین سال سے وزیر اعلیٰ صاحب نے انڈر پاس کی منظوری دی ہے اور اس کا باقاعدہ طور پر افتتاح بھی کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر نہ تو عملدرآمد کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی کام ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے گوجرانوالہ کے عوام کو شدید پریشانی ہے۔ میری اس تحریک کو reject کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر منسٹر C&W موجود ہیں۔ وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے انڈر پاس کی تعمیر کا کام تین ماہ کے لئے ٹھیکے پر دیا گیا تھا لیکن تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر ابھی تک کام نہیں ہوا۔ لہذا گوجرانوالہ کے عوام کی شدید پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے گوجرانوالہ میں یہ اکلوتا انڈر پاس بن رہا ہے۔ اس کی جلد از جلد تعمیر کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور جو بھی متعلقہ ادارے ہیں ان کو اس بات کا پابند کیا جائے تاکہ گوجرانوالہ کا جونگار پھاٹک کا انڈر پاس بروقت مکمل ہو سکے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی تحریک التوائے کار نمبر 833 پڑھتا ہوں۔

منوں آباد میں ویگن ڈرائیور کا قتل

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری

نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔ اکتوبر 2006 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ایک مسافر ویگن گوجرانوالہ سے لاہور آ رہی تھی کہ صنعتی ایریا منوں آباد، جی ٹی روڈ کے نزدیک ویگن میں سوار نامعلوم افراد نے واردات کی ناکامی پر فائرنگ کر کے ویگن ڈرائیور آفتاب احمد کو شدید زخمی کر دیا اور فرار ہو گئے جب کہ زخمی ڈرائیور کو تحصیل ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ مقتول منڈیالہ گوجرانوالہ کا رہائشی تھا۔ ویگن سوار مسافر واردات کے بعد روپوش ہو گئے اور اس واردات اور قتل کے واقعہ کے مقدمہ کا اندراج تھانہ سٹی پولیس مرید کے نے نہ کیا اس علاقہ میں بسیں اور ویگنیں لوٹنے کی وارداتیں عام ہو رہی ہیں۔ پولیس ان ڈاکوؤں اور قاتلوں کا سراغ نہ لگا سکی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو بھی Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب اس بات کو یقینی بنائیں کہ گوجرانوالہ میں انڈر پاس کی تعمیر کو جلد از جلد مکمل کروایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کو اس بارے میں وضاحت کر دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب تحریک التوائے کار آفس میں جمع ہوتی ہے تو یہ فوراً ہی ڈیپارٹمنٹ کو منتقل ہو جاتی ہے اور اس کے منسٹر کو بھی ہو جاتی ہے۔ جب یہاں پر تحریک پیش ہوتی ہے تو منسٹر کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں یہ آج اور ابھی موصول ہوئی ہے۔ میں اس پر آپ سے درخواست کروں گا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تحریک in time محکمے اور متعلقہ منسٹر کو پہنچ جائے۔ آج جو تحاریک Monday تک pending ہو رہی ہیں تو جو Monday کو آئیں گی ان کا کیا بنے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ یہ تحاریک التوائے کار جن پر میں نے گزارش کی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ 17۔ اکتوبر کو اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئیں اور 6۔ نومبر کو محکمے کو مل چکیں ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں لیکن ہوم ڈیپارٹمنٹ کا میرے پاس

ایک ایڈیشنل چارج اسمبلی بزنس کے حوالے سے ہے اس لئے ظاہری بات ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے تو میرا نوٹیفکیشن ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں اس کی بریفنگ لینا شروع کرتا ہوں۔ آج صبح جب میں نے یہ سب کچھ دیکھا تو جن جن تحاریک التوائے کار کا جواب میرے پاس آیا ہوا تھا وہ میں دے رہا ہوں اور جن کا ابھی تک نہیں آیا۔ ہم نے باقاعدہ ایڈیشنل آئی جی کی ڈیوٹی لگائی ہے اور بذریعہ فیکس ہم جواب منگوا رہے ہیں لیکن جن محکموں کا ہمارے پاس پورا چارج ہے۔ مثال کے طور پر لوکل گورنمنٹ ہے۔ اگر تسلی بخش جواب ہمیں مل جاتا ہے تو ہم جواب دے دیتے ہیں لیکن اگر اس میں تھوڑی سی کوتاہی ہو تو ہم دوبارہ بھیجتے ہیں کہ اس کا مکمل جواب دیا جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وزراء کی جانب سے اس سلسلے میں کوئی delay نہیں ہوتی۔ ہم نے تسلی کرنی ہوتی ہے کہ جو بیان ہم اس معزز ایوان میں دے رہے ہیں وہ ذمہ داری کے ساتھ facts and figures کے مطابق ہو اس لئے تھوڑی سی delay ہو جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیا تھا۔ یہ تحریک التوائے کار پولیس سے متعلقہ ہے۔ کیا پولیس محکمہ ہوم کے متعلقہ ہے۔ کیا یہ ان کی purview میں آتی ہے کیونکہ after devolution پولیس کا ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آئی جی وزارت داخلہ کے نیچے آتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ نے ایک آرڈر کیا ہے کہ The appointment of the Advisors and Special Assistants were illegal/unconstitutional اس کے بعد بڑا اچھا فیصلہ کیا اور وزراء کے چہروں پر رونق آگئی ہے کہ ان کے جھنڈے اصلی ہیں اور جعلی جھنڈوں والے چلے گئے ہیں۔ اب پوائنٹ یہ آتا ہے کہ جب آپ نے unconstitutional کام کیا ہے اور انھوں نے جو benefits لئے ہیں، جو پیسے لئے ہیں وہ آپ نے کس سے recover کرنے ہیں۔ اس پر میرا یہ پوائنٹ ہے کہ جو unconstitutional act تھا۔ جس سے Financial Rules میں کوئی غلطی ہو جائے تو آپ اس کی انکوائری بھی کرتے ہیں اور آپ اس کی ذمہ داری fix بھی کرتے ہیں اور recovery بھی کرتے ہیں۔ اب وزیر قانون صاحب یہ فرمائیں کہ جو unconstitutional کام تھا اس میں یہ کس طرح پیسے recover کریں گے۔ اسی طریقے سے آئی جی ہوم سیکرٹری کو جوابدہ نہیں ہے۔ اس نئے قانون میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کا تعلق نہیں ہے۔ راجہ صاحب زیادہ قانون جانتے ہیں۔ وہ ہر چیز کا جواب دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ پولیس سے جواب

دیر سے آیا ہے۔ یہ علیحدہ issue ہے مگر کیا اب ہوم سیکرٹری کا ہوم ڈیپارٹمنٹ کا پولیس سے کوئی تعلق ہے۔ اب تو پروموشن بورڈ میں بھی آئی جی 17 سے 18 میں پروموٹ کر دیتا ہے۔ previously Home Secretary ہوتا تھا تو He was not a member of that but he used to sit as an observer تو وہاں پر ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری بیٹھتے تھے۔ اب میری ان سے صرف یہ گزارش تھی کہ Instead of referring these matters to the Home Department, these should directly be referred to the Police. اس کے بعد میں نے یہ کہا ہے کہ ہائیکورٹ کا فیصلہ ہے کہ جو ایڈوائزر، سپیشل اسسٹنٹ illegal اور unlawful تھے۔ اس میں جو غلط پیسے دیئے گئے ہیں وہ کیسے اور کہاں سے recover کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلق فرمایا ہے تو ابھی تک اسمبلی کی ساری correspondence ہوم ڈیپارٹمنٹ کے through ہے۔ All the matters pertaining to Law and Order اس میں پولیس بھی آتی ہے، اس میں Prisons بھی آتی ہیں۔ ان میں سوال ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جاتے ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ ہی متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کو بھیجتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات انھوں نے فرمائی ہے تو یہ خود اس کمیٹی کے ممبر ہیں جو پورے صوبے کے ڈیپارٹمنٹس کا حساب کتاب لیتی ہے۔ جب ان کے پاس معاملہ آئے گا اور یہ پوائنٹ آؤٹ کریں گے تو ہم کوئی ایکشن لیں گے لیکن اس وقت تک صورتحال یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو اچھا ایکشن لیا ہے۔ اسے ان کو سراہنا چاہیئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر اس قسم کی صورتحال پیدا ہوئی تو قواعد و ضوابط کے مطابق اس پر بھی فیصلہ کیا جائے گا لیکن میں یہاں پر کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے یہ کرنا ہے جو بھی قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی ہوگی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ کر دیا ہے کہ These appointments are unconstitutional/illegal لہذا اب یہ illegal ہو گئی ہیں تو جو انھوں نے مراعات لی ہیں اور جو benefits وہ خزانے پر بوجھ بنے ہیں اور جو جعلی جھنڈے لگا کر پھرتے رہے ہیں۔

جب ان recoverable ہیں۔ because they are burden on the exchequer
کی appointments under the Financial Rules Illegal ہو گئی ہیں۔ آپ financial
rules منگوا لیں آپ that money is to be recovered now ان سے recovery کریں۔ ہم
نہیں تو کل یہاں پر move کر دیں گے کہ پیسا recover ہونا چاہئے۔ یہ خزانے پر بوجھ تھے۔ آپ وزراء
بنائیں۔ ان کو وزیر بنادیں۔ جب غیر قانونی چیز ہو جاتی ہے تو وہ رقم under the Financial Flues and
Government law recoverable ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو 27 مشیر ہائیکورٹ کے فیصلے کی روشنی میں بے روزگار ہوئے ہیں۔ ان کی ایسی کوئی خدمات نہیں ہیں کہ جن پر میں خراج تحسین پیش کروں۔ ان کا کوئی کردار نہیں تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسی طرح کوئی سولہ اور محکمے ہیں جہاں بیس سے زیادہ Consultants اور Co-ordinators لگائے گئے ہیں۔ جن کو محکموں کے سربراہ کسی اجلاس میں نہیں بلاتے ہیں۔ ان کا کوئی کردار نہیں ہے۔ وہ بھی لاکھوں کروڑوں کے حساب سے گاڑیاں، دفتر، ٹی اے، ڈی اے لے رہے ہیں۔ یہ بھی خزانے پر بوجھ ہیں۔ اس معاملے کو بھی ہمیں عدالت میں لے جا کر چیلنج کرنا پڑے گا یا راجہ بشارت صاحب اس بارے کچھ ارشاد فرمائیں گے کہ آنے والے دنوں میں وہ بیس حضرات جو مختلف سولہ محکموں میں Consultants اور Co-ordinators لگے ہوئے ہیں۔ جو انتظامی معاملات میں کہیں figure out نہیں ہوتے۔ وہ ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔ میں اس حوالے سے بھی جواب چاہوں گا اور یہ ایوان کو اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر! یہ بڑی افسوسناک بات ہے۔ یہاں پر بات ہوتی ہے تو اس بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ جب بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا تو پھر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں جایا جاتا ہے۔ یہ باتیں سرریز میں ہیں، زلزلے کا ایشو ہوا تو سپریم کورٹ میں جایا گیا۔ مری کی عمارتوں کا معاملہ ہوا تو یہاں پر غیر سنجیدہ انداز میں اس کو deal کیا گیا۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کس لئے ان لوگوں کو protect کیا جاتا ہے جو ان واقعات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ میری مختصر بات یہی ہے کہ وہ 25/20 محکموں کے جو ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں، Co-ordinators ہیں۔ وہ اس خزانے پر بوجھ ہیں۔ ان کو کب فارغ کیا جائے گا۔ اگر فارغ

نہیں کیا جائے گا تو اس کے لئے بھی ہم کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 834 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہاں پر سنجیدگی سے جواب اور سنجیدگی سے ڈیل نہیں کیا جاتا۔ نیو مری کے معاملے میں ہم یہاں بات کرتے رہے، سپریم کورٹ کے سات ججوں نے اس کو روک دیا۔ مری شہر کی یہاں بات ہوتی رہی، پچھلے اجلاس میں بھی آپ نے اس کو غیر سنجیدگی سے اور راجہ بشارت صاحب نے بھی کہا کہ میرا بھائی کل مجھے مل لے ہم بیٹھ کر کوئی حل نکال لیں گے۔ وہ معاملہ بھی سپریم کورٹ نے intervene کیا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ 16 حضرات جو خزانے پر بوجھ ہیں ان کو یہ فارغ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں، جو ٹاسک فورس کے چیئرمین اور مختلف محکموں میں Co-ordinators لگائے ہوئے ہیں۔ جناب! آپ اس کا جواب ان سے لے لیں، ان کو سارا پتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت کوئی Question Hour تو نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نام تو بتادیں۔ آپ سنجیدگی کے ساتھ 16 نام بتادیں، میں نوٹ کر لیتا ہوں اور سنجیدہ جواب دے دیتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): آپ لکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، میں لکھتا ہوں۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر یہ سنجیدگی سے 16 نام گنیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کے نام اور ولدیت دوں گا۔ اگر نہ دے سکا تو میں اس سیٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جب یہ نام بتائیں گے تو میں جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف آپ سے رولنگ چاہ رہا تھا جو میں نے ایک legal constitutional point اٹھایا ہے. which is within the Rules of Procedure. اس پر آپ مجھے رولنگ دیں کہ کسی نے جو unconstitutional act کیا ہے، کیا ان سے یہ recover کریں گے؟ آپ بے شک میرے پوائنٹ آف آرڈر کو pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے راجہ صاحب سے براہ راست اس کا سوال کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دینی ہے اور انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے وہ جواب دیں گے بعد میں، میں رولنگ دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جو unconstitutional act ہے اس کو approved کر دیا ہے اور Government has done a good job کہ ان کو فارغ کیا ہے۔ اس کے بعد Government has not gone to the Apex Court for Appeal. اس کا مطلب ہے کہ وہ illegal and unconstitutional تھا۔

MR ACTING SPEAKER: Has the Supreme Court ordered for the recovery?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: No, Supreme Court has not ordered for recovery.

MR ACTING SPEAKER: If it has not ordered for recovery how can I order for that?

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا یہ پوائنٹ ہے آپ میرے پوائنٹ پر رولنگ دیں۔

MR ACTING SPEAKER: You can't take it suo moto like that. If there is a order of the Supreme Court, it’s a clear cut order and in that order, it is in black and white, whatever is written. We can't go a step ahead or a step back. Whatever order has been issued by the Supreme Court that has been implemented.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ذرا میری بات تو سن لیں۔ میں نے یہاں پر اس وقت ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ کیا یہ جو لوگ سزا یافتہ ہیں یہ بن سکتے ہیں اس پر Somebody went to the court of law. جب ہائی کورٹ میں گیا تو ہائی کورٹ نے یہ decision دیا کہ یہ جو لوگ تھے Their appointments were illegal/unconstitutional اس پر گورنمنٹ نے step لیا کہ یہ اچھا ہے کہ ان کو فارغ کر رہے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: You should appreciate that whatever the Supreme Court or High Court has given orders, the Govt. has implemented.

رانا آفتاب احمد خان: میں نے appreciate کر دیا ہے۔ آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا جو step ہے That is to be seen whether the directions are there not.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب آپ کا ایکٹ غیر آئینی ہو جاتا ہے Then it is binding on the Government to recover that money وہ illegal کیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے کہ اس اقدام کو appreciate کیا جائے کہ گورنمنٹ نے یا پنجاب کے چیف ایگزیکٹو نے ان مشیروں کو فارغ کر دیا ہے۔ عدالت کا جو فیصلہ ہے اس کا retrospective effect نہیں ہوتا اس عدالت نے جس دن فیصلہ کیا ہے اس دن سے ان مشیروں اور سپیشل ایڈوائزر کو illegal قرار دیا ہے اس لئے اس فیصلے کا retrospective effect تو نہیں ہو گا، پچھلی recovery تو نہیں ہو سکتی لیکن اس کا ایک اخلاقی، سیاسی اور قانونی پہلو یہ ہے کہ یہ illegal act جو ہے اس میں جتنا سرکاری خزانے کو نقصان ہوا ہے اس کی ذمہ داری اس اتھارٹی پر ہے جس

نے یہ illegal act کیا، جس نے ان مشیروں کی illegal and unconstitutional appointments کیں۔ اس کا یہ اقدام appreciate نہیں ہے کہ عدالت کا فیصلہ ہو گا اور انہوں نے اپنے اقدام کو واپس لے لیا بلکہ یہ قابل مذمت ہے اور انہیں چاہئے کہ وہ اس ایوان میں آئیں، لاء منسٹر صاحب ان کے نمائندے کے طور پر یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن وہ آکر اس بات کی وضاحت کریں کہ انہوں نے ایک illegal and unconstitutional اقدام کیوں کیا جس کی وجہ سے قوم کو اتنا نقصان ہوا ہے۔ ایک مشیر دو اڑھائی لاکھ میں پڑتا تھا اور ان کا ماہانہ خرچہ پچاس ساٹھ لاکھ روپے تھا۔ اگر آپ پچھلے چار سال کا حساب لگائیں تو یہ تقریباً ارب روپے کے قریب رقم بنتی ہے۔ یہ اتنا نقصان illegal اقدام کی وجہ سے ہوا ہے اس کی ذمہ داری چیف منسٹر پر ہے، وہ اس ایوان میں آئیں اور اس کی وضاحت کریں کہ انہوں نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک آرڈر جو کورٹ کی طرف سے ایشو ہوا ہے اور under the Democratic System اس پر عمل کیا گیا ہے۔ یہ اس چیز کی وضاحت ہے کہ یہ جمہوریت ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گورنمنٹ کو خود اس پر suo moto ایکشن لینا چاہئے۔ یہ اخلاقی فرض بنتا تھا کہ یہ resign دیتے کہ ہم سے یہ غلط کام ہوا ہے لہذا ہم اس پر معذرت خواہ ہیں۔ قوم کا خزانہ damage ہوا ہے وہ ہم واپس بھی کرتے ہیں اور معذرت بھی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر گورنمنٹ کا view بھی آنا چاہئے کیونکہ کوئی نہ کوئی کورٹ میں جائے گا اور ان سے حساب بھی لے گا کہ یہ چار سال کی تنخواہیں، ٹی اے ڈی اے یا قوم کا جو قیمتی سرمایہ ہے جو ان پر خرچ ہوا ہے ان سے واپس لیا جائے۔ میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ یہ گورنمنٹ سے اس سلسلے میں کوئی وضاحت مانگ لیں، ان کو کوئی نوٹس جاری کر دیں کہ یہ پیسے جمع کروائیں کیونکہ وہ تو ڈبل ڈبل تنخواہیں لیتے رہے ہیں۔ یہاں سے بھی وہ تنخواہیں لے رہے تھے اور وہاں سے بھی لے رہے تھے۔ انہوں نے یہ democratic act نہیں کیا یہ تو کورٹ نے ان کو bound کیا ہے اور انہوں نے بدنامی سے بچنے کے لئے یہ act کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورٹس کا احترام جمہوریت میں ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جیسے رانا صاحب نے کہا کہ retrospective effect تو نہیں ہوتا اور جو فیصلہ انہوں نے کیا ہے اس پر عملدرآمد کر دیا گیا ہے اور عدلیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ عدلیہ کے فیصلے پر مروڑ تروڑ کر جو بات کرنے والے لوگ ہیں جو کنگرو کورٹس کہا کرتے تھے، جو حملے کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی بات ہے۔ یہاں ریکوری کی بات ہو رہی ہے، کورٹس نے سرمحل کی ریکوری کے آرڈر کئے ہوئے ہیں وہ ریکوریاں جس کے کورٹ آرڈر کر چکی ہے وہ ابھی تک ریکوریاں نہیں ہو پا رہیں۔

جناب سپیکر! اس پر اگر کورٹ کی طرف سے کوئی ریکوری والی بات آئے گی تو اس پر بھی عملدرآمد کر دیا جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جنہوں نے سپریم کورٹ پر حملے کئے انہوں نے ان کو نوازا اور ایڈوائزر لگایا، اختر رسول کس کا ایڈوائزر تھا؟ ان میں اتنی اخلاقی جرات ہونی چاہئے اور آج یہ ایوان میں بیان دیں کہ جن لوگوں کو ہم نے غلط ایڈوائزر لگایا تھا جو 27 کے قریب نااہل لوگ تھے جنہوں نے کوئی کام نہیں کیا جو خواہ مخواہ جھنڈے لگا کر گھومتے رہے، وزیر اعلیٰ پنجاب یا لاء منسٹر صاحب یہاں پر اعلان کریں کہ ہم ان کے پیسے واپس کریں گے اس لئے کہ یہ خزانے کا بوجھ تھے۔ اگر کسی مہذب ملک میں کوئی وزیر یا مشیر یا جو Appointing Authority ہوتی ہے وہ ذمہ داری لے لیتی ہے کہ ہم ذمہ دار ہیں لہذا ہم مستعفی ہوتے ہیں، یہ مستعفی تو نہیں ہوں گے لیکن جیسے رانا آفتاب صاحب نے کہا کہ انہوں نے چار سال میں جو کروڑوں اربوں روپے جائز یا ناجائز طریقے سے اکٹھے کئے ہیں، جو جائز طریقے سے تنخواہ یا ٹی اے ڈی اے وغیرہ لیتے رہے ہیں، ان کو احساس ہونا چاہئے کہ وہ قومی خزانے میں ساری رقم واپس جمع کروا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں کافی دیر سے خاموشی کے ساتھ باتیں سن رہا تھا لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں ان کو بڑا سنجیدہ وکیل سمجھتا ہوں لیکن عباسی صاحب کی بات کی نہ تو کوئی سمجھ آتی ہے، یہ میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن میں ان سے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چیف منسٹر صاحب نے اپنی دانست میں appointments کیں اور وہ معاملہ ہائی کورٹ

میں چیلنج ہوا، ہائی کورٹ نے یہ decide کیا کہ چیف منسٹر صاحب اتنے ایڈوائزر اور سپیشل اسسٹنٹس رکھ سکتے ہیں باقی نہیں رکھ سکتے، ان پر عملدرآمد کر دیا گیا اور وہ ختم ہو گیا۔ ہائی کورٹ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ اس وقت تک ان لوگوں کو جو مراعات دی گئی تھیں وہ واپس لی جائیں، جو ان پر خرچ ہوا ہے وہ بھی واپس لیا جائے۔ پورے فیصلے میں قطعی طور پر یہ بات نہیں ہے۔ میں یہاں پر چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ مثال کے طور پر ہمارے اسی معزز ایوان کے یا ممبر ز قومی اسمبلی منتخب ہو کر آ جاتے ہیں ان کے خلاف الیکشن پٹیشن ہو جاتی ہے بعد میں وہ نااہل قرار دے دیئے جاتے ہیں، کسی کی ڈگری نہیں ہوتی، کسی کی qualification اور کسی کا age factor ہوتا ہے تو کیا جتنا عرصہ وہ اسمبلی میں بیٹھے رہتے ہیں تو اتنا عرصہ انہیں جیل میں کاٹنا پڑتا ہے یا اتنی تنخواہیں ان کو واپس دینا پڑتی ہیں، یہ بات نہیں ہوتی۔ اگر ایک irregularity کہیں commit ہو جاتی ہے تو عدالت کا حکم ہوتا ہے کہ اس کو درست کریں اور اس کو ہم نے درست کر دیا۔ اگر عدالت اپنے فیصلے میں یہ observe کرتی کہ ہم وہ ساری مراعات جو انہوں نے اس دوران لی ہیں وہ واپس لی جائیں تو ہم وہ واپس لیتے۔ یہ میرے بھائی بڑے اچھے وکیل ہیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ عدالت کو یہ فیصلے میں لکھنا چاہئے تھا اور عدالت نے نہیں لکھا، سپریم کورٹ میں جائیں، Inter Court Appeal میں جائیں اور وہاں سے فیصلہ لیں، ہم ہر عدالت کے فیصلے پر انشاء اللہ تعالیٰ من و عن عملدرآمد کریں گے لیکن اپنے آپ ہم یہاں بیٹھے عدالت کے فیصلوں کی interpretation شروع کر دیں، عدالت نے یہ کہا، عدالت نے illegal کر دیا اس لئے لوگوں کو پھندہ ڈالنا شروع کر دیں، یہ ساری باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات جس کا عدالت نے نوٹس لیا، فیصلہ کیا ہم نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اگر عدالت اس سے مزید ہٹ کر کوئی فیصلہ کرتی تو ہم اس کی بھی تعمیل کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں عدالت کی interpretation اپنے طور پر نہیں کرنی چاہئے بلکہ عدالت کے فیصلوں کو ان کی صحیح spirit میں دیکھنا چاہئے اور ہم نے ان کی صحیح spirit کے مطابق عملدرآمد کیا ہے۔ شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے تو کہا تھا کہ اخلاقیات ہوتی ہیں۔ اصولوں کی بات ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ ہائی کورٹ آرڈر کرتی تو ہم پیسے واپس لیتے۔ بات یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے آرڈر نہیں کیا تو پھر عدالتیں یہ کہتی ہیں کہ ایک عام شہری اور حکومت میں فرق ہوتا ہے۔ حکومت اگر illegal act کرتی ہے تو اس کے consequences بہت مختلف ہوتے ہیں، اگر نتھو خیرا کوئی غلطی کرتا

ہے تو اس کا معاملہ اور ہے لیکن جب سرکار، وزیر اعلیٰ یالاء منسٹری کو یہ پتا نہیں کہ ہم کیا کرنے آئے ہیں تو اس کے consequences اور ہوتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی بہت اخلاقیات کی بات کر رہے ہیں۔ کیا یہ on the floor of the House ان لوگوں کو اپنا آج سے قائد کہنا چھوڑ دیں جن کو عدالتوں نے convict کیا ہوا ہے۔ آج سے آصف زرداری کو اپنا قائد ماننا چھوڑ دیں۔ آپ کس اخلاقیات کی بات کرتے ہیں؟ خود convicted لوگوں کو آپ اپنا قائد بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کو اخلاقیات کے سبق دیتے پھر رہے ہیں۔ کیا وہ عدلیہ نہیں تھی، وہ سپریم کورٹ نہیں تھی، وہ الیکشن ٹریبونلز نہیں تھے، وہ احتساب کی عدالتیں نہیں تھیں اور ان عدالتوں میں آپ پیش نہیں ہوتے؟ خدا کے لئے میں کہتا ہوں کہ اتنی بات کرنی چاہئے جتنا آپ اس پر عملدرآمد کر سکتے ہیں اور جتنے آپ اصول پرست ہیں ہمیں اس کا بھی پتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اتنی ہی بات کرنی چاہئے جتنی بات کو ہم آگے نبھا سکتے ہوں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا محترم عباسی صاحب کے بارے میں بہت image تھا کہ یہ لاء گریجوایٹ ہیں، یہ law-knowing ہیں اور اچھے پریکٹشنر ہوں گے۔ یہ بہت بد قسمتی ہے کہ Hagling Theory of Law کے مطابق ان فیصلوں پر retrospective effect نہیں ہوتا۔ ان کی کم عقلی، کم فہمی ہے ان کو لاء کے بارے میں پتا نہیں ہے۔ کورٹ نے جو آرڈر کئے ہیں اس میں ان کی removal کا آرڈر ہے۔ اس کا لاء میں retrospective effect ہو ہی نہیں سکتا۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کا جو image تھا آج انہوں نے اپنا image خراب کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال اب آگے چلتے ہیں۔ اب یہ بحث ہو گئی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اب آپ اس پر کیا بات کریں گے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے قائد کے خلاف پی آئی اے ریفرنس بنا تو اس میں وہ بری ہوئے، ہمارے قائد کے خلاف پاکستان سٹیل مل کا کیس ہوا، ہائی کورٹ نے بری کیا، ایس جی ایس کا کیس بنا جہاں سے ہائی کورٹ نے سزا دی اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے سات ججوں نے انہیں باعزت بری کیا۔ آج تک آصف علی زرداری اور بے نظیر بھٹو کے خلاف کسی احتساب عدالت، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر سزا ہے تو ایک کیس میں ہے کہ وہ عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ دیکھیں You are dragging things to a different way. جو بات ہو رہی ہے Lets not drag in the political figures or political leadership آپ کیوں اپنے قائدین یا دوسروں کو اچھالنا چاہتے ہیں، رہنے دیں۔ this is no argument

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں نے یہ کہا کہ اخلاقیات یہ تقاضا کرتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: I will not allow یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ جو باتیں ہو گئی ہیں وہ ہو گئی ہیں۔ اب آخری تحریک التوائے کار محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔

تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن بے نقاب کرنے پر صحافیوں کو دھمکیاں

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مفاد عامہ اور عوامی رد عمل کے پیش نظر تحصیل ہارون آباد کے رجسٹرڈ پریس کلب سے متعلقہ مقامی و دیگر اخبارات سے تعلق رکھنے والے صحافیوں نے تحصیل ناظم ہارون آباد کی کرپشن اور اقرباء پروری کی خبریں شائع کیں جس پر تحصیل ناظم کے جذبات بھڑک اٹھے اور صحافیوں سے انتقام لینے کا منصوبہ بنایا۔ منصوبہ کے تحت ان کے مسلح کارندوں محمد آصف آرائیں عرف ڈھلا اور سرور عرف کاکا قصائی نے حاجی محمد اسماعیل عباس صدر انجمن صحافیوں کے دفتر میں آکر جہاں اور بھی صحافی حضرات دفتر میں موجود تھے کو گالی گلوچ کرتے رہے اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہوئے کہہ کر گئے کہ آئندہ اگر تحصیل ناظم اور ایم پی اے کے خلاف خبریں شائع کیں تو اس دھمکی پر عملدرآمد بھی ہو سکتا ہے۔ اس کارروائی کی اگلے روز اشاعت ہوئی تو پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا جس کی اطلاعات ڈی آئی جی بہاولپور، ڈی پی او بہاولنگر، ڈی ایس پی ہارون آباد اور ایس ایچ او تھانہ سٹی ہارون آباد کو دی گئی مگر تا حال

دونوں کارندوں کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور نہ ہی کوئی قانون کے مطابق کارروائی ہوئی جس پر ضلع بہاولنگر کی پوری صحافی برادری سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے اور حکومت کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کر رہی ہے اور مطالبہ کر رہی ہے کہ اگر ان غنڈہ عناصر کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی نہ کی گئی تو ہم حکومت کی تمام خبروں کا بائیکاٹ کریں گے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کی تفصیل میں جائے بغیر اور without going into the merit میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ محترمہ کا زیادہ زور اس طرف تھا کہ اب تک پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی اور کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ صحافی برادری کا جو مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں مقدمہ درج ہو چکا ہے جس کا نمبر 239/2006 ہے اور مورخہ 27-10-2006 کو یہ مقدمہ 506/34 تھانہ سٹی ہارون آباد میں درج ہو چکا ہے اس مقدمے کی تفتیش کی جا رہی ہے اور مدعی فریق اور ملزمان فریق کو طلب کیا جا رہا ہے، یہ نوٹسز بھی میرے پاس ہیں۔ انہیں بلایا جا رہا ہے کہ وہ آئیں اور اپنے مؤقف کی تصدیق میں شہادتیں پیش کریں تاکہ مقدمے کا چالان مکمل کیا جا سکے تو انشاء اللہ جو بھی ثبوت ریکارڈ پر آئے گا اس کو سامنے رکھتے ہوئے مقدمے کو یکسو کیا جائے گا اور چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ میری محترمہ سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کا ان لوگوں کے ساتھ رابطہ ہے تو kindly آپ ان کو کہیں کہ پولیس کے ساتھ تھوڑا سا تعاون کریں تاکہ اس مقدمے کی تفتیش کو جلد مکمل کیا جا سکے۔ کیونکہ ہمارے بار بار نوٹسز دینے کے باوجود دونوں فریقین پولیس کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔ سب سے زیادہ onus of the proof مدعی پر جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جو concerned تھا کہ ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی یا پولیس کارروائی نہیں کر رہی تو اس پر میں نے گزارش کر دی ہے کہ مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ مجھے مقررہ تاریخ بتا دیں کہ کس تاریخ اور کس دن وہ صحافی جن سے زیادتی ہوئی ہے، ان سے ان کے چیمبر میں آئیں اور میٹنگ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون وپارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے چیمبر میں نہیں آنا بلکہ وہ متعلقہ تھانے میں جائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! متعلقہ تھانے والے اگر تعاون کرتے تو مجھے اس تحریک کو اس ہاؤس میں لانے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! پرچہ درج ہو گیا ہے اور اب وہ اپنا مدعا تھانہ میں جا کر بیان کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پرچہ درج ہوا ہے تو پھر کتنے لوگوں کا چالان ہوا ہے۔ یہ مجھے بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پرچہ درج ہو چکا ہے اور اب وہ تھانے میں نہیں جا رہے اور اپنا مدعا بیان نہیں کر رہے۔ وہ وہاں جائیں اور اگر پولیس نہ سنے تو you may come back to the Law Minister.

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہی بات تو کر رہی ہوں کہ وہ تعاون نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! انہوں نے پرچہ درج کر دیا ہے اور اگر وہ نہیں سنتے تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پرچہ درج ہوا ہے تو اس کے نتیجے میں چالان تو ہونا چاہئے تھا ناں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! چالان تو اس وقت ہو گا جب تفتیش مکمل ہو گی۔ اب وہ تفتیش مکمل کروانے کے لئے ان سے تعاون کریں اور انہیں بتائیں اور پھر اس کے بعد ہی تفتیش مکمل ہو گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف سے کہہ دیں کہ اس سلسلے میں وہاں کی پولیس کو ہدایت جاری کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! لاء منسٹر صاحب وہاں کی پولیس کو ہدایت جاری کر دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ متعلقہ پولیس کو ہدایت جاری کر دیجئے۔ ٹھیک ہے جی۔ اب یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں متعارف کروائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006. Minister for Law/Revenue!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue, for report up to 31st December 2006.

مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006

MR ACTING SPEAKER: Next is Punjab Pension Fund Bill 2006.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMETARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Punjab Pension Fund Bill 2006.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Pension Fund Bill 2006 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance, for report up to 31st December 2006.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوتا ہے اور اب اجلاس مورخہ 06-11-17 بروز جمعۃ المبارک صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔